تعلیم الایمان

اللہ کی نعمتوں
پر غور و فکر کرنے کا طریقہ

تصنیف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

(خطیب مسجد عمر بن خطابؓ، نظام پیٹ روڈ، کوکٹ پلی، حیدرآباد)

ناشر

دارالاسلام پبلیکیشنز، لکڑی کا پل، حیدرآباد، انڈیا۔

حق طباعت غیر محفوظ

(یہ کتاب بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ اللہ کی نعمتوں پر غور وفکر کرنے کا طریقہ

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

سنہ طباعت:۔ ۲۰۱۸ء مطابق ۱۴۳۹ھ

تعداد اشاعت:۔ ایک ہزار

کمپیوٹر کتابت:۔ النور گرافکس، حیدرآباد، تلنگانہ۔ 9963770669

ناشر:۔ دارالاسلام پبلیکیشنز، لکڑی کا پل، حیدرآباد،
تلنگانہ اسٹیٹ، انڈیا۔

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الرَّحْمَنُ o عَلَّمَ الْقُرْآنَ o خَلَقَ الْإِنسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ o (الرحمٰن:۱تا۴)

وہ رحمٰن ہی ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی، اسی نے انسان کو پیدا کیا، اس نے اس کو بات واضح کرنا سکھایا۔ (اللہ تعالیٰ نے سورۂ رحمٰن کے ذریعہ تمام انسانوں کو اپنی نعمتوں پر غور وفکر کرنا سکھایا، اس لئے تمام انسان اس کی نعمتوں کو استعمال کرتے ہوئے غور وفکر کے ساتھ شکر ادا کرنے والے بنیں۔)

Gift Edition Not For Sale

Printed by: *Abul Raheem*

Panjeshah, Hyderabad, T.S. India

Cell: 9700404820, 9966992308

For conveyin reward of My Mother

Late *Aamina Bee*

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللہ نے انسانوں کو اپنی عبادت واطاعت کے لئے پیدا فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ o (الذاریات:۵۶)

اللہ تعالیٰ نے انسان اور جن کو اپنی (پہچان کے ساتھ) عبادت واطاعت کے لئے پیدا فرمایا۔

دنیا انسانوں اور جنات کے لئے امتحان و آزمائش کی جگہ ہے، اس امتحان گاہ میں اللہ کسی کو ان کی سر کی آنکھوں سے نظر نہیں آتا، اس لئے اس کو پہچان کر اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت و آگیہ پالن کرنا یہ انسانوں کی زندگی کا مقصد ہے، جو لوگ اس کی صحیح پہچان حاصل کر کے عبادت کریں گے ان ہی کے اعمال قبول ہوں گے اور جن کے پاس اس کی پہچان صحیح نہ ہوگی ان کی عبادتیں بیکار ہو جائیں گی۔

اس کو کیسے پہچانا جائے؟

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ نظر نہیں آتا تو اس کی صحیح پہچان کیسے حاصل کی جائے؟...... جو چیز انسان کو نظر نہیں آتی انسان اس کی نشانیوں، علامتوں اور صفات کو دیکھ کر پہچانتا ہے، مثلاً ہوا، انسان کی روح، عقل، بخار، خوشبو، بدبو وغیرہ، ان تمام چیزوں کو علامات اور نشانیوں سے پہچانتا ہے، اللہ نے اپنی پہچان کروانے کے لئے کائنات میں مخلوقات کو پھیلا رکھا ہے اور تمام مخلوقات اس کی پہچان کے روشن چراغ ہیں جو دن رات اپنے مالک کے اکیلے موجود ہونے اور اس کی قدرت و کمالات کا اظہار کرتی ہیں، اور یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ان میں جو کچھ بھی کمال اور خوبیاں ہیں، ان کی اپنی ذاتی خوبیاں اور کمال نہیں، اللہ کی عطا کردہ خوبیاں و کمال ہیں، اسی کے وجود سے وہ قائم ہیں اور اس کی ہدایت پر وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہی ہیں۔

اللہ نے آخری رسول واوتار کے ذریعہ اپنی پہچان کی کیا تعلیم دی؟

محمد رسول اللہ ﷺ جو دنیا میں اللہ کا صحیح تعارف اور پہچان کروانے آخری رسول اور اوتار بن کر آئے تھے؛ انہوں نے یہ تعلیم دی کہ اللہ کو ذات Personality کے اعتبار سے غور نہ کیا جائے، بلکہ اس کی صفات اور کاموں میں غور کر کے پہچانا جائے، ذات میں غور کرنے سے انسان گمراہی میں مبتلا ہوجاتا ہے، اس لئے کہ وہ بغیر کسی مثال کے کوئی ذات کو سمجھ ہی نہیں سکتا، جب بھی کسی کا تصور ذہن میں لائے گا تو وہ کوئی نہ کوئی مثال بغیر شکل وصورت کے نہیں سمجھ سکتا اور اس وقت تک وہ کسی چیز کو اپنے ذہن میں نہیں لاسکتا۔

محمد ﷺ نے اللہ کی عبادت کس طرح کرنے کی تعلیم دی؟

اللہ کی کوئی مثل اور مثال ہی نہیں؛ اور نہ وہ مخلوقات کی طرح ہے، اس کو کسی نے دیکھا ہی نہیں ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ انسان اس کی عبادت اور اطاعت اس طرح کرے کہ کوئی خیالی فوٹو اور تصویر اس کے دل میں بھی نہ ہو؛ اور وہ یہ تصور رکھے کہ وہ اپنے مالک کے سامنے ٹھہرا ہوا ہے، مالک اس کو دیکھ رہا ہے، اس کی ہر بات سن رہا ہے؛ اس لئے کہ جو چیز دیکھی نہ گئی اس کی تصویر کیسے بنائی جاسکتی ہے؟ اگر تصویر بنائی جائے تو غلط ہوجائے گی، مثلاً ہوا کو ہم دیکھ نہیں سکتے، صرف محسوس کرسکتے ہیں، اس لئے اس کی فوٹو نہیں بناسکتے، اگر خیالی فوٹو بنائیں گے تو غلط ہوجائے گی۔

انسان کس طرح غلطی میں مبتلا ہوگیا؟

دنیا کے بہت سارے انسان اللہ کو ذات میں اپنے ذہن وگمان کے مطابق سوچنے اور غور کرنے کی کوشش کئے یا اپنے باپ دادا کی آنکھ بند کر کے نقل میں مبتلا ہوگئے، ایسے انسان تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ اور عمدہ مخلوق انسان ہی کو تصور کئے، اس لئے کہ انسان

میں دوسری مخلوقات کے مقابلہ بے انتہاء کمالات اور خوبیاں دیکھیں، چنانچہ انہوں نے خیالی تصویر میں خدا کا بھی اپنے جیسے انسان کی شکل وصورت اور صفات والا بنا کر تصور قائم کرلیا۔

حالانکہ انہیں سوچنا چاہئے کہ انسان غذاء کا محتاج ہے، بغیر غذاء کھائے زندہ نہیں رہ سکتا، انسان ہوا کا محتاج ہے، بغیر ہوا کے زندہ نہیں رہ سکتا، انسان پانی کا محتاج ہے، بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتا، انسان میں دورانِ خون کم زیادہ ہوجائے تو مرجاتا ہے، انسان کو نیند نہ ملے تو بیمار ہوجاتا ہے، اس کو مختلف بیماریاں لگ جاتی ہیں، وہ بغیر پاؤں کے چل نہیں سکتا، بغیر آنکھوں کے دیکھ نہیں سکتا، بغیر کانوں کے سن نہیں سکتا، بغیر زبان کے بات نہیں کرسکتا، پیشاب یا پاخانہ نہ آئے تو اس کی صحت خراب ہوجاتی ہے، انسان میں کمالات کے ساتھ ساتھ بہت ساری مجبوریاں اور محتاجیاں ہیں، وہ پیدا ہوتا ہے، اس کی عمر محدود ہوتی ہے، اس پر موت واقع ہوتی ہے، وہ بچپن، جوانی اور بوڑھاپے سے گذرتا ہے، اس کی طاقت محدود، اس کا علم محدود، اس کی نظر محدود، اس کا سننا، بولنا، چلنا پھرنا، جسم کے اعضاء کی حرکت سب محدود۔

اگر انسان خدا ہو تو اس کو پیدائش اور موت سے پاک ہونا چاہئے، اس کو مخلوقات سے ہٹ کر کھانے پینے کی حاجت سے پاک ہونا چاہئے، اس کو نیند اور اونگھ سے پاک ہونا چاہئے، اس کو ہاتھ، پیر، آنکھ، کان، ناک، زبان، دل ودماغ اور تمام اعضاءِ جسم کی مجبوری ومحتاجی نہ ہونا چاہئے، اس کو بیماریوں سے پاک ہونا چاہئے، اس کا علم اس کا سننا، اس کا دیکھنا، اس کا بات کرنا، سب کچھ لامحدود ہونا چاہئے اور ذاتی ہونا چاہئے، اس کو ہر مخلوق کا علم ہونا چاہئے، اسے ہر مخلوق پر قدرت رکھنے والا ہونا چاہئے، اس کو زلزلے، طوفان، آندھی، گرمی، سردی اور دوسری مخلوقات سے نقصان نہ پہنچنا ضروری ہے، اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا طاقتور نہ ہونا چاہئے، وہی سب سے بڑا ہونا چاہئے، اسی کا حکم ہر مخلوق پر چلنا چاہئے، اس کے اندر کسی قسم کا کوئی عیب، نقص وکمی نہ ہونا چاہئے؛ بلکہ صرف کمالات ہی کمالات ہونا چاہئے۔

مگر انسان کی مجبوری اور کمزوری ومحتاجی کا یہ عالم ہے کہ زمین زلزلہ لا دے تو وہ روک نہیں سکتا، ہوا میں آندھی اور طوفان آجائے تو ہوا کو تیز چلنے سے روک نہیں سکتا، پانی سے سیلاب آجائے تو مجبور ہو جاتا ہے، درختوں میں غلہ، اناج اور پھل نہ آئے تو لا نہیں سکتا، بادل، بارش نہ برسائے تو پانی نہیں برسا سکتا، اس کی اولاد مر جائے تو بچا نہیں سکتا، سورج اپنی گرمی میں تیزی لائے تو اُسے ٹھنڈا نہیں کر سکتا۔

جو چیزیں نظر نہیں آتیں انسان ان کی خیالی شکل نہیں بنا سکتا!

دنیا میں انسان کو بہت ساری چیزیں نظر نہیں آتیں تو وہ ان کی شکل وصورت اپنے ذہن اور گمان سے نہیں بناتا، مثلاً ہوا انسان کو نظر نہیں آتی، ہوا کو انسان درخت کے پتوں کی حرکت، پردوں کے اڑنے، جسم کو ہوا لگنے یا دھول، گرد وغبار اور ریت کے اُڑنے سے پہچانتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہوا چل رہی ہے، ہوا کی یہ سب صفات ہوا کے موجود ہونے کی گواہی دیتی ہیں، انسان اپنے دماغ سے ہوا کو سمجھانے کے لئے کوئی سائیکل کی فوٹو اتار کر اُسے ہوا نہیں کہہ سکتا، بغیر ہوا کو دیکھے علامتوں اور نشانیوں سے ہوا مانتا ہے۔

☆ اسی طرح بجلی انسان کو نظر نہیں آتی، مگر بلب کے روشن ہونے، پنکھے کے پھرنے، مشینوں کے چلنے، فریج کے کام کرنے، بجلی کے چولہے جلنے، ٹی وی پر روشنی وتصویر کو دیکھ کر، ان تمام علامات سے انسان بجلی کے ہونے کا یقین کرتا ہے، بجلی کے نظر نہ آنے کے باوجود اس کے وائروں کو ننگی حالت میں نہیں پکڑتا، بجلی کو سمجھانے کے لئے کوئی گلاس کی فوٹو اُتار کر اُسے بجلی نہیں کہہ سکتا، بس علامتوں اور نشانیوں سے بغیر دیکھے بجلی کو مانتا ہے۔

☆ اسی طرح انسان خود اپنے جسم میں جسم کے ساتھ روح کے موجود ہونے کو مانتا ہے، اور کسی بھی انسان کے بات کرنے، دوڑنے، سننے، دیکھنے، کھانے، ساری علامات اور نشانیوں کو دیکھ کر کہتا ہے کہ یہ انسان زندہ ہے، اس کے جسم میں روح موجود ہے، اگر وہ انسان مردہ پڑا رہے، بات نہ کرے، حرکت نہ کرے تو کہتا ہے کہ اس کے جسم سے روح

نکل گئی، وہ روح کو سمجھانے اپنے دماغ اور خیال سے کوئی کرسی بنا کر اُسے روح نہیں کہتا، بس بغیر دیکھے روح کو مانتا ہے۔

☆ اسی طرح وہ انسانوں میں تمام مخلوقات کے مقابلے سب سے اونچی عقل کو مانتا ہے اور کسی انسان کی عمدہ گفتگو، اخلاق وآداب تجارت ونوکری کرتا ہوا دیکھ کر اور لکھنے پڑھنے کو دیکھ کر اُسے عقل والا کہتا ہے، اس کے مقابلہ وہ انسان جو بیکار پکارا کرے، پھٹے کپڑوں میں کچرا کونڈی پر کھاتا پھرے، ہوش وحواس میں ٹھیک نہ ہو تو ان علامتوں اور نشانیوں کو دیکھ کر وہ اُسے پاگل اور عقل سے محروم کہتا ہے، اور عقل کو سمجھانے اپنے ذہن سے کوئی میز بنا کر اُسے عقل نہیں کہتا، بس علامات اور نشانیوں سے عقل کو بغیر دیکھے مانتا ہے۔

ایک صاحب نے کسی لڑکے سے کہا کہ اگر خدا ہوتا تو نظر آتا، جب نظر نہیں آرہا ہے تو وہ حقیقت میں موجود نہیں، خدا کو ماننا صرف ایک دقیانوسی اور گمراہی والا خیال ہے کہ وہ موجود ہے، لڑکے نے اس شخص سے پوچھا سر! آپ یہ بتلایئے کہ کیا آپ کو عقل ہے؟ اس شخص نے کہا: ہاں! عقل ہے، تو لڑکے نے کہا: وہ مجھے نظر نہیں آرہی ہے کہ آپ کے پاس عقل ہے، اگر ہے تو نظر آنا چاہئے، جب وہ نظر نہیں آرہی ہے تو کیا میں اس کا انکار کردوں؟

اسی طرح انسان اللہ کے فرشتوں کو نہیں دیکھتا اور بغیر دیکھے اس کو کوئی دیوی دیوتا مانتا ہے اور ان کی خیالی تصویریں بنالیتا ہے اور ان کو خدا کا درجہ دے دیتے ہیں، مگر جو ایمان والے ہوتے ہیں وہ صرف پیغمبر کی تعلیمات کے مطابق ان کو مانتے، مگر ان کی کوئی خیالی تصویر نہیں بناتے، تصویر تو وہی صحیح ہوگی جب ان کو دیکھ کر بنائی جائے، بغیر دیکھے بتانے سے وہ غلط ہوجائے گی، وہ فرشتے کی نہیں کسی دوسری چیز کی تصویر ہوگی۔

☆ دنیا کی اس امتحانی زندگی میں اللہ کسی کو اس کی سر کی آنکھوں سے نظر نہیں آتا، دنیا کا امتحان صرف یہ ہے کہ اس کو بغیر دیکھے ماننا پہچاننا اور اس کی اطاعت وغلامی کرنا، اس لئے دنیا میں تمام پیغمبر جو آئے انہوں نے اس کی ذات کو نہیں سمجھایا اور نہ اس کا حلیہ اور شکل و صورت سمجھایا نہ کوئی تصویر بنائی، بلکہ کائنات کی مخلوقات میں جو اس کی صفات رات دن

انسانوں کو نظر آتی ہیں، ان پر غور وفکر کر کے پہچاننے کی تعلیم دی اور یہ تعلیم دی کہ اس کی طرح کسی میں ایک ذرّہ کو بھی نہ تخلیق کرنے کی قدرت ہے اور نہ اس کی مدد کے بغیر کوئی کسی کی پرورش کر سکتا ہے، ہر چیز پر اسی کی قدرت، اسی کی حکومت ہے، ہر چیز کو وہی علم عطا کرتا ہے، ہر ذرّہ کو وہی دیکھتا ہے، ان کی سنتا ہے اور مدد کرتا ہے، وہی اکیلا گناہ معاف کرنے والا، پیدائش اور موت دینے والا، رحم کرنے والا، حساب لینے والا، سزا، نفع ونقصان دینے والا ہے، اس جیسا نہ کوئی تھا نہ ہے اور نہ ہوگا، اس کی مثل اور مثال کوئی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی آخری رسول کی شکل میں آ کر انسانوں کو خاص طور پر اللہ کی ذات میں غور کرنے سے منع کیا، اس لئے کہ انسان اس کو ذات کے اعتبار سے غور کر ہی نہیں سکتا، اس کی صفات اور کاموں کو جو مخلوقات میں پھیلے ہوئے ہیں غور کرنے کی تعلیم دی۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے تمام پیغمبروں کی طرح یہی تعلیم دی کہ کائنات کا مالک زندہ خدا ہے، وہ اپنی تمام مخلوقات کا اکیلا مالک ہے، وہ ہر چیز بناتا اور پیدا کرتا ہے، اور وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے، اور وہی اکیلا ہر چیز پر حکومت کرتا ہے، ہر چیز پر اسی کا کنٹرول ہے، اگر کوئی ایک چیز بنائے، دوسرا اس کی پرورش کرے، تیسرا اس پر حکومت کرے اور چوتھا اس پر کنٹرول رکھے؛ تو ان میں کوئی بھی اکیلا مالک نہیں بن سکتا، سب کے سب مجبور ومحتاج ہو جائیں گے اور وہ چیز کسی کی ملکیت نہیں ہوگی، کوئی اس کا حقیقی مالک نہیں بن سکتا۔

اسلام نے یہ تعلیم دی کہ اللہ کو نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ، وہ بیٹا، بیٹی اور اہل وعیال سے پاک ہے، وہ ہر مخلوق کا شروع سے آخر تک کا علم رکھتا ہے، اس سے بڑا کوئی نہیں، اس کی طرح طاقت وقدرت والا کوئی نہیں، وہ اکیلا ویکتا ہے اور اکیلا ویکتا ہی رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہی اکیلا ہر چیز بناتا اور پیدا کرتا ہے، وہی اکیلا ہر مخلوق کی ہر عمر میں ہر ضرورت کو محبت کے ساتھ پوری کرتا ہے، وہی اس کائنات کا اکیلا شہنشاہ اور بادشاہ ہے، اور وہی ہر مخلوق کو ہدایت دیتا، ہر مخلوق کی ان کی زبان سنتا اور ہر مخلوق کو اندھیرے میں بھی دیکھتا ہے اور ہر مخلوق کی اکیلا مدد کرتا ہے، وہ ہر گھڑی ہر آن اپنی تمام مخلوقات کی تمام

ضرورتوں کو ایک ہی وقت میں پوری کررہا ہے، انسان جتنا زیادہ اللہ کی مخلوقات میں، اس کی قدرت وکمالات پرغور وفکر کرے گا، اس سے ان کو اس کے ایک اور اکیلا ہونا سمجھ میں آئے گا اوران کا شرک اور گمراہی دور ہوجائے گی، اور وہ اپنے مالک کے علاوہ کسی کو بھی مالک نہیں مانے گا، اللہ کی صفات اور کاموں کو سمجھنے کے بعد وہ اللہ کی مخلوقات جیسی کوئی شکل وصورت نہیں بنا سکے گا اور نہ خیالی تصویر بنا سکے گا۔

ذرا سوچئے! وہ ذات جو ایک ہی وقت اور ایک ہی لمحہ میں دنیا ہی نہیں کائنات کی ہزاروں مخلوقات کو دیکھ سکے، اسی لمحہ ان کی سن سکے اوران کی ہرضرورت کو پوری کررہا ہو اوراسی لمحہ پر ہرایک کو ہدایت دے رہا ہو، ہرایک کی حفاظت کررہا ہو، بھلا اس کی شکل وصورت کس قسم کی بنائی جاسکتی ہے؟ ایسی ذات کی شکل وصورت انسان اپنے ذہن میں لا ہی نہیں سکتا۔

انسان اگر غور کرے تو اُسے تمام مخلوقات میں اللہ کی نشانیاں اور علامات اور صفات آسانی سے نظر آئیں گی، دنیا میں ایک ہی وقت میں انسان اور جاندار کی بناوٹ ماں کے پیٹ میں اورانڈوں میں کررہا ہے، ایک ہی وقت میں کروڑ ہا بیجوں میں پودے بنا رہا ہے، ایک ہی وقت میں ہزاروں کی موت وحیات کا حکم دے رہا ہے، ایک ہی وقت میں جاندار اور بے جان مخلوقات کو ہدایت دے رہا ہے، اسی لمحہ ہر مخلوق کے رزق کا الگ الگ انتظام کررہا ہے، اسی وقت جنوں اور انسان کی غلطیوں کو معاف کررہا ہے اور فرشتوں کو حکم دے رہا ہے، بھلا اس کی شکل وصورت کیا ہوگی؟ اوراس کی تصویر کیسے ہوگی؟ اس کو ذات کے اعتبار سے انسان سمجھ ہی نہیں سکتا، غرض اس کی مخلوقات میں صفات پرغور کرنے سے اس کی موجودگی کا احساس ہوتا اوراس کی قدرت سمجھ میں آتی ہے اوراس کی پہچان ملتی ہے، لاکھوں کروڑوں نشانیوں سے اس کی پہچان ملتی ہے، اس کی نعمتوں اور احسانات کا احساس پیدا ہوتا ہے، اس سے انسانوں میں اپنے مالک اور پیدا کرنے والے کے ساتھ شکر اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

☆ سچی پہچان ہی سے ایک انسان اس کا وفادار بندہ بن سکتا ہے، جو انسان اس کی

پہچان حاصل کئے بغیر اس کو مانتا ہے اس کی جی کے مطابق عبادت واطاعت کرتا ہے، اس کا اس طرح ماننا صحیح نہیں ہوگا، اگر کوئی انسان اپنے والد کو نہ دیکھے اور نہ پہچانتا ہو، بغیر دیکھے کسی درخت کو والد کہے تو کیا یہ صحیح پہچاننا ہوگا؟ نہیں یہ غلطی ہوگی۔

جو لوگ نسلی وخاندانی اور باپ دادا کی اندھی تقلید میں اپنے مالک کی پہچان حاصل کئے بغیر اس پر ایمان لاتے ہیں وہ ہمیشہ دوسروں کی عقل وفہم پر بھروسہ کر کے ان کی اندھی تقلید کرتے ہیں، جیسا ماحول ملا ویسا رنگ اختیار کر لیتے ہیں، بے شعوری اور بغیر معرفتِ الٰہی کے ایمان لانے والے انسان کبھی بھی اللہ کے صحیح بندے اور غلام نہیں بن سکتے، وہ اپنی زندگی کے تمام کام دوسروں کی دیکھا دیکھی نیکی سمجھ کر کرتے رہتے ہیں، جی کی چاہت پر بہت سے کاموں کو نیکی سمجھ کر کرتے رہتے ہیں، ایسے انسانوں کی کوئی سیرت تعمیر نہیں ہوسکتی۔

جو لوگ اپنے مالک کو پہچان کر ایمان رکھتے ہیں وہ جذبات اور خیالات میں اپنے مالک سے محبت کی خاطر اس کے آخری اوتار اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل میں اللہ کی اطاعت کرتے ہیں، وہ پیغمبر اور اوتار کو خدا کے مقام پر نہیں بیٹھاتے اور نہ پیغمبر کی عبادت کرتے ہیں، زندگی کے تمام کاموں میں پہاڑ جیسے حالات میں، اللہ کے حکموں پر چلتے ہیں، ہمیشہ اپنے مالک کے ڈر خوف اور امید اور اس کے پاس مرنے کے بعد جواب دینے کے احساس سے زندگی گذارتے ہیں، صحیح ایمان کی وجہ سے ان کی شخصیت تمام انسانوں میں الگ ہوجاتی ہے۔

اللہ کو زندہ اور موجود مانا جائے!

یہ دونوں صفات اللہ کی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی، وہ اپنے آپ سے ہی زندہ ہے اور اپنے آپ ہی ہمیشہ زندہ رہے گا، اس کو کسی نے نہ پیدا کیا اور نہ اس کی مخلوقات کی طرح زندگی وموت ہے، اس سے پہلے کوئی نہیں تھا، جب سب چیزیں ختم ہوجائیں گی وہی باقی رہے گا، وہ مخلوقات کی طرح پیدائش اور موت وحیات سے پاک

ہے، جو پیدا ہوتا ہے اس کو موت آتی ہے، اللہ کو موت نہیں آتی ہے، اس کو اولاد کی بھی ضرورت نہیں، اس کی حیات مخلوقات کی طرح نہیں وہ بیٹا، بیٹی، ماں باپ جیسے رشتے ناطوں سے پاک ہے، وہ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے، وہ نینداور اونگھ سے پاک ہے، اس کو تھکان نہیں ہوتی، وہ حیّ وقیوم ہے، جس کی وجہ سے تمام مخلوقات جب تک وہ چاہے زندہ و باقی اور قائم رہتی ہیں، اللہ کے زندہ وقائم رہنے سے تمام صفات کا اظہار ہورہا ہے، اس کی حیات کو انسان سمجھ نہیں سکتا۔

اگر ایک ریل گاڑی چل رہی ہو اور وہ سیٹی دے رہی ہو، اس کی لائٹ کھلی ہو، کبھی سگنل پر اور اسٹیشنوں پر رُک رہی ہو، آہستہ اور تیز رفتار سے دوڑ رہی ہو، اور صحیح سمت پر جا رہی ہو تو ہر عقلمند کہے گا کہ اس کا کوئی چلانے والا ڈرائیور اس میں موجود ہے، اس کی موجودگی کی وجہ سے ریل گاڑی یہ سب حرکتیں کررہی ہے، اس کے چلانے والے الگ الگ نہیں ہیں، ایک ہی ڈرائیور کی وجہ سے یہ صحیح رُخ پر جارہی ہے۔

☆ اگر کسی باورچی خانہ میں چولہا جل رہا ہو، چولہے پر برتن میں پانی اور چاول پک رہے ہوں اور پھر ایک خاص وقت کے بعد برتن چولہے پر سے اُتار لیا جائے، یا پھر سالن کا برتن رکھا جائے اور برتن میں پیاز، مرچی، ادرک، لہسن اور تیل ڈالا ہوا ہو، گوشت، ترکاری باقاعدہ صاف کر کے کاٹ کر ڈالی گئی ہو اور پکنے کے بعد جلنے سے پہلے چولہے سے اُتار لی جائے اور باقاعدہ ٹیبل پر کپڑا اچھا کر، چمچے پلیٹ اور کھانا، سالن رکھا جائے تو ہر عقلمند آدمی کہے گا کہ میزبان موجود ہے، اور اس کے حکم سے یہ تمام کام ہورہے ہیں، جس طرح خود بخود ریل چل نہیں سکتی، نہ اپنی سمت دوڑ سکتی، نہ سیٹی دے سکتی، نہ سگنل اور اسٹیشن پر رُک سکتی ہے، اسی طرح باورچی خانہ میں غذا بغیر چولہا جلائے نہ چاول پک سکتے، نہ پانی چاول میں جاسکتا، نہ ترکاری، گوشت خود بخود کٹ کر سالن میں مل سکتے اور نہ میز پر خود بخود پلیٹ آجاتے؛ بلکہ کسی کی موجودگی اور حکم سے یہ سب کام ہوتے ہیں۔

☆ اسی طرح کائنات کا مالک زندہ اور موجود ہے، حیّ وقیوم ہے، جب اس کائنات

میں پیدائش اور موت کا نظام ہے، پرورش کا نظام ہے، ہدایت کا نظام ہے، رزق کا نظام ہے، معافی کا نظام ہے، رحمتوں اور نعمتوں کا نظام ہے، ہر چیز کی صورت الگ الگ بننے کا نظام ہے، جانداروں میں محبت اور مدد کا نظام ہے، ہر مخلوق کو ہدایت ملنے کا نظام ہے، زلزلے، طوفان، اور الگ الگ موسم بننے کا نظام ہے، سورج، چاند طلوع اور غروب ہونے اور دن رات بننے کا نظام ہے، ہر چیز پر قدرت اور کنٹرول کا نظام ہے؛ تو یہ تمام نشانیاں اور علامتیں انسانوں کو یہ تعلیم دے رہی ہیں کہ اس کائنات کا کوئی ایک مدبّر اور حکیم مالک ہے، جس کے زندہ اور قائم رہنے اور سنبھالنے سے یہ سب کام ہو رہے ہیں، ان تمام نشانیوں کو دیکھ کر اللہ کے نہ ہونے کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اس کی خیالی تصویر کیسے بنائی جا سکتی ہے؟ وہ بے جان نہیں زندہ خدا ہے۔

اس کائنات کو وہ اکیلا چلانے والا ہے!

اگر کائنات کی چیزوں اور مخلوقات کے الگ الگ خدا ہوتے تو یہ کائنات چل نہیں سکتی تھی، مثلاً انسانوں کا خدا الگ، جانوروں کا خدا الگ، ہواؤں کا خدا الگ، پانی کا خدا الگ، زمین کا خدا الگ، سورج و چاند کے خدا الگ الگ ہوتے؛ تو سب ایک دوسرے کے محتاج اور مجبور ہو جاتے، اور ان میں گروپ بن کر لڑائی اور جھگڑے ہوا کرتے اور یہ کائنات چل نہیں سکتی تھی، مثلاً انسانوں اور جانداروں اور نباتات کی پرورش کے لئے ہوا، پانی، روشنی، زمین کی ضرورت ہوتی ہے، ایسے میں انسانوں کے خدا کو سورج، چاند، ہوا اور پانی کے خداؤں سے مدد مانگنی پڑتی کہ وہ اس کی مخلوق کی لئے دن رات بنائیں، ابر بنائیں، ہوائیں چلائیں، بارش برسائیں، سردی گرمی کے موسم لائیں، زمین کے خدا سے مدد مانگنی پڑتی کہ وہ ان کی مخلوقات کو زمین پر رہنے دیں، زراعت کر کے پودے و درخت لگانے دیں، درختوں کے خدا سے غلہ، اناج اور پھل دینے کی گذارش کرنی پڑتی، اگر زمین، سورج، چاند، ہوا اور پانی وغیرہ کے خدا نہ مانتے اور ساتھ نہ دیتے تو انسان، جانور

اورنباتات سب تباہ ہوجاتے،انسانوں کا خدا مجبوراور بے بس ہوجاتا۔

☆ ایک جاندار کے جسم کو زندہ رہنے کے لئے ہوا، پانی، غذا، خون، روح، بارش، بھوک، پیاس، علم، دل کی حرکت، دماغ، غذا کو ہضم کرنے معدہ، گردے کا نظام، آنکھ، کان، زبان اور ناک ہر چیز کا الگ الگ کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے،اور ساری چیزیں ایک دوسرے سے تعلق اور نسبت رکھتی ہیں، اگر جسم میں ان تمام کاموں کو چلانے تمام اعضاء کی الگ الگ روحیں ہوتیں تو جسم زندہ نہیں رہ سکتا تھا، ناکارہ و برباد ہوجاتا تھا،ایک ہی روح کی وجہ سے جسم کی ساری ضرورتیں وقت پر پوری ہوتی رہتی ہیں، اسی طرح کائنات میں کئی کئی خداؤں کا راج نہیں،ایک ہی مالک کے کنٹرول اور حکومت سے ہوا پانی کو بخارات بنارہی ہے،اور برسات کے پانی کو لے کر زمین پیداوار اُگا رہی ہے،غلہ اناج اُگنے سے انسان جانور سب کھا رہے ہیں، ہوا انسانوں، جانوروں اور نباتات کے سانس کا کام دے رہی ہے، جانور انسانوں کی ضرورتوں کو بھی پورا کر رہے ہیں،نباتات کو انسان زراعت کر کے اگا رہا ہے خود اپنی اور جانوروں کی ضرورت کو بھی پورا کر رہا ہے۔

☆ اس لئے اللہ کو ایک اور اکیلا مان کر اس کو حیّ و قیوم، زندہ اور قائم و دائم جان کر اس سے ویسے ہی رجوع ہونا جیسے ایک زندہ اور سامنے موجود ذات سے رجوع ہوتے ہیں، اس سے رورو کر ویسے ہی اپنے گناہوں سے معافی کی دعائیں مانگنا اور اس سے ویسی ہی مدد طلب کرنا جیسے ایک موجود اور حاضر نظر آنے والی ذات سے التجا کرتے ہیں اور اس کی کوئی دل میں بھی خیالی فوٹو اور تصویر نہ بنانا، یہ اس کو صحیح ماننا ہے۔

اس کے سامنے ٹھہر کر اس سے ہر روز اپنے حالات پیش کرنا،اس کی تعظیم اور اکرام کے لئے اپنے سر کو زمین پر رکھ کر انتہائی عاجزی اور ذلت میں مبتلا ہوجانا،جس طرح ایک مجبور غلام اپنے آقا کے قدموں پر گر کر عاجزی کرتا ہے،اس کے ہر حکم پر جھک جانا،اس کو زندہ، حیّ و قیوم ماننا ہے، جب انسان اپنے مالک کو حیّ و قیوم (زندہ اور نگران) سمجھتا ہے تو اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اس کی محبت کو دل میں بسا کر اُسی کو یاد کرتا ہے اور اس کی نعمتوں کا

شکر ادا کرتا رہتا ہے، اس کی محبت میں اپنی جان و مال قربان کرنے کو اس کی رضا تصور کرتا ہے، اس کو اہل وعیال والا ماننا گویا اس کو دنیا کے جانداروں کی طرح ایک جاندار جنس (حیوان) ماننا ہے، جن کی عمریں محدود ہوتی ہیں، جو اولاد کے بغیر اپنی جنس کو باقی نہیں رکھ سکتے، اور بہت ساری چیزوں میں محتاج اور مجبور ہوتے ہیں۔

پیدائش اور موت اللہ کے وجود کی دو بڑی نشانیاں ہیں

دنیا میں پیدائش اور موت اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفات اللہ کے موجود ہونے کی دو بڑی نشانیاں ہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسری ہستی نہیں جو پیدائش اور موت کا انتظام کرے، اللہ کی مرضی ومنشاء کے بغیر نہ کوئی پیدا ہوسکتا ہے اور نہ اللہ کے مقرر کردہ وقت سے پہلے اور نہ بعد کوئی مرسکتا ہے، ہر چیز کے پیدا ہونے اور مرنے کا وقت لکھا ہوا ہے۔

پیدائش اللہ کو ماننے کی زبردست نشانی ہے

اس پر ذرا غور کیجئے، اللہ تعالیٰ مٹی سے پیدا ہونے والی غذاؤں کے قطرے سے جاندار کو بناتا اور پیدا کرتا ہے، اسی طرح مٹی سے نکلنے والے درختوں کے پھلوں میں بیج پیدا کرتا ہے اور سوکھے ہوئے مردہ بیجوں سے لاکھوں کروڑوں پودے اور درخت پیدا کرتا ہے، اسی طرح پرندوں کے اندر غذاؤں سے بننے والے مردہ انڈوں سے بچہ بناتا اور پیدا کرتا ہے، اگر آپ جانداروں میں غور کریں تو کچھ جاندار وہ ہیں جو صرف پھل کھاتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو صرف گھاس کھاتے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو صرف جانور کو مار کر گوشت کھاتے یا خون پیتے اور کچھ وہ ہیں جو آگ پر پکا ہوا اناج وغلہ کھاتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو لکڑی، کاغذ کھاتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو مٹی کھاتے ہیں اور مٹی ہی خارج کرتے ہیں، جیسے کیچوے وغیرہ۔

☆ اگر آپ غور کریں گے تو تمام جاندار ہوا جو آکسیجن اور ہائیڈروجن کا مجموعہ ہے اس سے انسان آکسیجن لیتا اور کاربن ڈائی آکسائیڈ چھوڑتا ہے، درخت اور پودے ہوا سے

کاربن ڈائی آکسائیڈ لیتے ہیں، آکسیجن چھوڑتے ہیں، بعض جاندار پھل پھلاری، گوشت، انڈے، دودھ، ترکاریاں کھاتے ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ لوہا، کیلشیم، گلوکوز، فاسفورس، پوٹاشیم، سوڈیم، زِنک وغیرہ کے مجموعہ کو رس اور مغز کی شکل میں یا پتوں میں رکھتا ہے، یہ تمام بے جان اور مردہ چیزیں ہیں، ان تمام چیزوں میں کہیں پر بھی جاندار بننے کے بیج نہیں، مگر اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق سے انہی چیزوں کے بکھرے ہوئے ذرات کو معدہ میں ہضم کروا کر ان کے رس سے کہیں جانداروں میں بال کھال اور پر بناتا ہے، کہیں ہڈی اور اندر کا گودا، اور کہیں چمڑا اور کہیں گوشت اور کہیں خون بنا رہا ہے، کہیں آنکھوں میں دیکھنے، کانوں میں سننے اور زبان میں بات کرنے اور دماغ میں غور وفکر اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت عطا کر رہا ہے۔

تمام جاندار مجموعہ ہیں پانی، خون، ہوا اور غذاؤں کا، انسان پھلوں کا رس نکال کر مشروبات بنا کر پیتا ہے، غذاؤں کو آگ پر جلا کر پکا کر کھاتا ہے، جبکہ آگ میں جلنے اور پکنے والی ہر چیز جلتی اور مردہ ہو جاتی ہے، جانور سوکھی گھاس بھی کھاتے ہیں، ان تمام چیزوں میں کہیں پر بھی جاندار بننے کے بیج نہیں نظر آتے، اور نہ ان چیزوں میں دیکھنے، سننے، بات کرنے، غور وفکر پیدا کرنے کی قوت ہے، مگر یہ اللہ کا بنانے اور پیدا کرنے کا نظام ہے کہ وہ تمام جانداروں کو الگ الگ چیزیں کھلانے کے باوجود، الگ الگ اعضاء کو الگ الگ طاقتیں مہیا کرتا ہے اور معمولی پانی کے قطرہ کے ذریعہ جاندار کا بیج بناتا ہے، انڈے بھی اللہ کی قدرت کو جاننے اور ماننے کی زبردست نشانی ہے، اس میں کہیں پر بھی سوراخ نہیں ہوتا، غذاء اور ہوا کا کوئی باہر سے انتظام نہیں ہوتا، مگر اللہ ۲۱/دنوں تک بچہ کو انڈے میں زندہ رکھ کر زندہ باہر نکالتا ہے، جانداروں کے جسموں میں جو مادّے کوئیلہ، لوہا، چونا، کچھ نمکیات ہوتی ہیں، ان میں بھی کسی قسم کی حیات قبول کرنے کی کوئی صلاحیت ہی نظر نہیں آتی، نہ انسانی صفات موجود ہوتی ہیں۔

سب چیزیں مردہ ہیں، ان میں کسی جاندار کی صفات موجود نہیں ہوتی، مگر اللہ اپنی قدرت سے ہر جاندار کے جسم میں یہی چیزیں داخل کروا کر ہر جاندار میں الگ الگ

صفات پیدا کرتا ہے، کیا بات ہے کہ ہر گوشت کھانے والے جاندار کی صفات الگ الگ ہوتی ہیں، ہر گھاس اور پتے کھانے والے جاندار کی صفات الگ الگ ہوتی ہیں، ہر میوہ کھانے والے اور دانہ کھانے والے جانوروں میں ہر ایک کی صفات الگ الگ ہوتی ہیں، انسانوں میں بھی سب چاول، گوشت، دالیں، دودھ اور انڈے کھاتے ہیں، ان میں بھی ہر انسان کی طبیعت، مزاج، صفت، عقل وفہم اللہ الگ الگ پیدا فرماتا ہے، یہ صرف اور صرف اکیلے اللہ کا کمال ہی کمال ہے، اللہ انہی مردہ وبے جان چیزوں کو کھلا کر کہیں مرد اور کہیں عورت اور ایک ہی جسم سے دو انڈے نکال کر نر اور مادہ بنا کر پیدا کر رہا ہے، یہ صرف اکیلے اللہ ہی کا کمال ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا ایسی قدرت نہیں رکھتا۔

اللہ کے اس پیدائشی نظام پر غور کرنے کے بعد انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ حقیقت میں اللہ کے علاوہ کوئی پیدا کرنے والا ہے ہی نہیں، نہ کسی میں مردہ چیزوں سے جاندار بنانے کی طاقت ہے، ان چیزوں پر غور کرنے کے بعد اللہ کا انکار نہیں کر سکتے۔

موت بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے

انسان یا کوئی جاندار نہ اپنی مرضی سے پیدا ہو سکتا ہے اور نہ مر سکتا ہے، انسان اپنی مرضی سے موت سے پہلے مر نہیں سکتا، اور نہ کسی کو مار سکتا ہے، انسان خود اپنے گھروں میں سانپ اور چوہوں کو مارنے کی کوشش کرتا ہے، اکثر ناکام رہتا ہے، مچھروں کو مارنے کی کوشش کرتا ہے مگر ناکام رہتا ہے، موت بھی اللہ کی صفت کو سمجھنے کی بہت بڑی نشانی ہے، اس پر غور کیجئے تو سمجھ میں آئے گا کہ سوائے اللہ کی مرضی کے کوئی موت نہیں دے سکتا، اکثر لوگ خودکشی کرنا چاہتے ہیں، آگ میں جل جاتے ہیں، زہر کھا لیتے ہیں، ایکسیڈنٹ کا شکار ہو جاتے ہیں یا زلزلوں میں زمین میں دب جاتے ہیں، طوفان میں سمندروں اور دریاؤں میں غرق ہو جاتے ہیں، مگر بہت سے انسان ان حادثات کے باوجود زندہ بچ جاتے ہیں، ڈاکٹروں کی ناامیدی کے باوجود ان کو موت نہیں آتی، بیماری میں ایک ہی دوا

دس مریضوں کو دی جاتی ہے، ان میں سے چار زندہ بچ کر صحت مند ہو جاتے ہیں، زلزلوں میں زمین میں چار چھ دنوں تک دبے پڑے رہنے کے باوجود زندہ نکلتے ہیں، موت اللہ کی ایک بڑی نشانی ہے کہ اللہ موجود ہے، اس کی مرضی کے بغیر موت نہیں آتی، قرآن میں اللہ نے فرمایا: جب کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو ہم اس کو اس کے مرنے کی جگہ لے آتے ہیں، انسان موت کا وقت آجانے کے بعد بچ نہیں سکتا، موت کا آنا انسانوں کے لئے نعمت ہے، اگر اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی میں موت کا طریقہ نہ رکھتا تو دنیا بوڑھے بیمار معذور انسانوں سے بھر جاتی اور عمر کی زیادتی، اعضاء کی کمزوری اور معذوری سے بیزار ہو جاتے، یا ان کی خدمت کرنے والے ان سے بیزار ہو کر خدمت سے انکار کر دیتے، ان کو اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کر دیتے، موت نہ ہوتی تو انسان بیماری، تکالیف، مجبوری اور مصیبت میں ہمیشہ پڑا رہتا، بوڑھاپے میں نوکری اور محنت نہیں کر سکتا تھا، لمبی عمر سے مجبور ومحتاج زندگی ہو جاتی۔

موت دراصل فناء ہونے کے لئے نہیں دی جاتی؛ بلکہ موت کے ذریعہ انسان دنیا سے منتقل ہو کر مرنے کے بعد والی زندگی آخرت میں چلا جاتا ہے، جسم کے جل جانے یا مٹی میں مل جانے یا پرندوں کے کھا جانے یا جانوروں کا شکار ہو جانے سے انسان فناء نہیں ہو جاتا؛ بلکہ جسم سے روح علاحدہ ہو کر آخرت میں محفوظ رہتی ہے، موت کی وجہ سے انسان کو اس دنیا کے امتحان گاہ سے نکال کر آخرت میں داخل کر دیا جاتا ہے؛ تاکہ وہ موت کے بعد آخرت میں اپنی زندگی کے اچھے یا بُرے اعمال کا حساب دے اور پھر سورگ یا نرگ میں چلا جائے، نیک لوگوں کو نیکی کا بھرپور بدلہ ملے اور اللہ کی طرف سے جنت کی نعمتیں لوٹنے کا موقع عطا کیا جاتا ہے، اور گناہ کرنے والے کو مکمل انصاف مل کر پوری پوری سزا ملتی ہے، موت کا طریقہ نہ ہوتا تو ظالم ہمیشہ ظلم کرتے، گناہوں کو عام کرتے ہی رہتے، دنیا گناہوں سے بھری رہتی، ان کو ان کی برائی پر کوئی سزا نہ ملتی اور نیکی کرنے والے اجر وثواب سے محروم رہتے۔

اللہ کی نعمتوں پر غور وفکر سے اس کی پہچان حاصل ہوتی ہے

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا. (ابراہیم:۳۴)

اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

اللہ کا انسان اور جنات کو زندگی عطا کرنا بہت بڑی نعمت ہے!

جس طرح پیدائش کا نظام یعنی زندگی عطا کرنے کا نظام اللہ کی زبردست نشانی ہے اسی طرح انسانوں اور جنوں کو دنیا کی امتحانی زندگی ملنا اللہ کی بہت بڑی نعمت بھی ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے آخر اللہ نے دنیا کی زندگی کو خاص طور پر امتحان کی جگہ کیوں بنایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ اپنے فضل اور رحمت سے انسان کو مرنے کے بعد جنت میں ترقی کرنے اور درجات حاصل کرنے کا موقع عطا فرمایا تاکہ انسان اپنی مرضی اور چاہت سے اللہ کی عبادت واطاعت کرے، جنت میں اعلیٰ مقام حاصل کرلے اور جو لوگ نافرمانی اور بغاوت کریں گے ان کو سزاء کے طور پر آگ میں جلا دیا جائے گا، جیسے کچرا اور کوڑا کرکٹ جلایا جاتا ہے، زندگی کی نعمت سوائے اللہ کے کوئی نہیں دے سکتا، اب سوال یہ ہے کہ:

نعمت کسے کہتے ہیں؟ اور زندگی کا ملنا نعمت کیسے ہے؟

جو چیز انسان اپنی طاقت، قوت، صلاحیت، محنت اور اسباب سے حاصل نہیں کر سکتا اگر اللہ اُسے بغیر محنت کے اپنے فضل اور احسان سے عطا فرما دے تو وہ اللہ کی بہت بڑی نعمت کہلاتی ہے، مثلاً تمام مخلوقات میں انسان بنانا، پھر انسان کو عمدہ وعقل وفہم عطا کرنا، زندہ ضمیر (نفس) عطا کرنا، نیک بیوی کا ملنا، رشتے ناطے عطا کرنا، صالح اور فرمانبردار اولاد کا ملنا، دولت کا ملنا، عزت کا ملنا، دنیا کے کام دھندوں میں مشغول ہوئے بغیر زندگی بسر کرنے کی سہولت کا ملنا، تجارت میں کامیابی اور برکت کا ملنا، شرم وحیاء کا ملنا، پردہ کرنے

کی توفیق ملنا،علمِ نافع کا ملنا،علم پر عمل کرنے کی توفیق کا ملنا، گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت کی توفیق کا ملنا، عمدہ مکان، سواری اور ساز وسامانِ حیات ملنا، صحیح غذاء اور اس کا صحیح ہضم ہو کر اس کے ذریعہ توانائی اور صحت کا ملنا، خدمت گذار میسر آنا، اپنے ہنر میں کامیابی ملنا، اعضاء کو صحت ملنا، ایمان اور نیک اعمال کا ملنا، رسول اللہ ﷺ کا امتی بننا، قرآن مجید سے فائدہ اٹھانا، اللہ کے احسانات و انعامات بے شمار ہیں جن کا انسان احاطہ نہیں کرسکتا، اور اللہ کی نعمتیں صرف انسانوں پر ہی محدود نہیں کائنات کی ہر مخلوق پر ہے، قرآن مجید میں اللہ نے خود ارشاد فرمایا: وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا.
(ابراہیم:۳۴) اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

اللہ کے ناموں میں سے ایک نام منعم بھی بتلایا گیا، یعنی احسانات اور نعمتیں عطا کرنے والا، اس کتاب کے ذریعہ اللہ کی کچھ نشانیوں کو بتلا کر اللہ کی پہچان کرانے کی کوشش کی گئی اور ان نشانیوں سے ملنے والے احسانات اور نعمتوں کا بھی احساس پیدا کرانے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ انسان اللہ کی نعمتوں کو سمجھے اور اپنے مالک کی شکر گذاری کرے، انسان اللہ کی نعمتوں کو دیکھنے اور استعمال کرنے کے باوجود ان کا احساس ذہن میں نہیں رکھتا؛ جس کی وجہ سے وہ اللہ کا ناشکرا بندہ بنا رہتا ہے اور نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے، جس کی وجہ سے نعمتیں رحمت نہیں عذاب کا ذریعہ بن جاتی ہیں، اسی سے اس کی پٹائی بھی ہوتی ہے۔

زندگی کا وقت انسان کے لئے اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے!

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہزاروں مخلوقات پیدا فرمائی، اگر وہ کسی انسان کو چوہا، مچھر، مکھی یا درخت یا پودا بنا دیتا تو کیا انسان امتحان والی زندگی حاصل کرسکتا تھا؟ کیا مرنے کے بعد جنت حاصل کرسکتا تھا؟ کیا مرنے کے بعد درجات حاصل کرسکتا تھا؟ نہیں! کیا انسان کو ایمان لانے اور نہیں لانے کی آزادی مل سکتی تھی؟ یہ اللہ کا انسان پر احسان اور

نعمت ہے کہ اس نے تمام مخلوقات میں سے چن کر انسان بنایا اور امتحان میں شریک کیا اور ایمان قبول کرنے کی آزادی عطا فرمائی، چنانچہ اس امتحان والی زندگی میں پیدائش سے موت تک کا جو وقت اور مہلت عطا فرمایا ہے وہ اللہ کی نعمت ہے، زندگی کے ملنے پر اللہ کا شکر گذار بندہ بننے کے لئے اس پر ایمان لایا جائے اور اس کے آخری رسول اور اوتار کا امتی بن کر اللہ کی غلامی کرنا ہی شکر گذاری ہے، زندگی کے ملنے کے بعد اس کا انکار کرنا یا اس کے ساتھ دوسروں کو بھی خدا ماننا یا اس کی نافرمانی کرنا؛ یہ زندگی کے ملنے پر اس نعمت کی ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان دو چیزوں سے بڑی غفلت برتتا اور دھوکہ کھاتا ہے، ایک صحت دوسری دولت، (صحت کو غلط کاموں میں استعمال کرکے اللہ کے عذاب میں دنیا میں بھی مبتلا ہوتا ہے، دولت کا غلط استعمال کرکے اللہ کے احکام کو توڑتا ہے)۔

رسول اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں پر غنیمت جانو: ۱۔موت آنے سے پہلے زندگی کو غنیمت جانو، ۲۔غربت آنے سے پہلے دولت کو غنیمت جانو۔۳۔ بیماری آنے سے پہلے صحت کو غنیمت جانو۔۴۔مصروفیت سے پہلے فرصت کو غنیمت جانو۔۵۔تکلیف سے پہلے راحت کو غنیمت جانو۔

انسان کے لئے زندگی (زندگی کا وقت) اللہ کی بڑی قیمتی نعمت ہے، زندگی اور وقت کیا ہے؟ پیدائش سے موت کے درمیان کی مہلت اور آزادی، اللہ یہ وقت اور مہلت و آزادی آخرت بنانے اور سنوارنے کے لئے عطا فرماتا ہے، چنانچہ قرآن میں اسی زندگی اور وقت کی قسم کھا کر سورۃ العصر میں انسان کو کامیابی اور ناکامی کی تعلیم دی گئی اور انسان کی زندگی کا مقصد بیان کیا کہ وہ انسان جو ایمان لاکر اچھے اعمال کریں گے اور اچھے اعمال کی نصیحت لوگوں کو کریں گے اور صبر کے ساتھ اس پر مستقل مزاجی سے قائم رہیں گے وہی مرنے کے بعد کامیاب ہوں گے، اور جو انسان اپنی اس زندگی میں ایمان نہیں لائیں گے اور نیک اعمال نہیں کریں گے، لوگوں کو اچھائی نہیں بتلائیں گے اور صبر و

استقامت اختیار نہیں کریں گے وہ مرنے کے بعد نقصان اور خسارے اُٹھا کر جہنم میں ڈال کر جلا دئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ زندگی کی اس نعمت کا مرنے کے بعد حشر کے میدان میں سوال کرے گا کہ انسان نے دنیا میں اپنی زندگی کیسے گذاری؟ اللہ نے اسی کامیابی کا یقین انسانوں میں پیدا کرنے کے لئے قسم کھا کر یہ بات بتلائی، مگر عجیب بات ہے کہ انسانوں کی بہت بڑی تعداد دنیا کی اس مہلت میں ملنے والے وقت اور زندگی سے بہت غافل اور دھوکہ میں مبتلا نظر آتی ہے، اوران کے پاس کامیابی اور ناکامی کا الٹا تصور ہے، وہ اللہ کی زمین پر رہ کر، اللہ کے آسمان کے نیچے سوکر، اللہ کی ہوا، پانی اور دوسری نعمتیں استعمال کر کے اللہ کو اپنا اکیلا مالک نہیں مانتی اور اس کے ساتھ دوسروں کو خدا مانتی ہے یا اس کا انکار کرتی ہے یا اپنا سارا وقت اور سرمایہ دنیا بنانے، دنیا سجانے اور دنیا کو حاصل کرنے میں خرچ کر رہی ہے، چنانچہ ایسے انسانوں کے نزدیک زندگی کی کامیابی بنگلے، کوٹھیاں بنانے، آرام دہ سامان اور سواریاں جمع کرنے، بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرنے، ڈاکٹر یا انجینئر بننے، غلط طریقہ سے دولت اور جائیداد جمع کرنے، عہدہ وکرسی اور اقتدار حاصل کرنے، بینک بیالنس میں اضافہ کرنے، حرام مال، سود، رشوت، جوڑے کی رقموں سے اولاد کی دنیا سجانے، جھوٹ، فریب، دھوکہ دہی سے زمین، دُکان اور مکان حاصل کرنے کو زندگی کے کامیاب ہونے کا تصور کرتے ہیں۔

کسی کے پاس عورت کو ننگا کر کے نچانے کے ذریعہ ناچ گانوں سے اپنی محفلیں سجانے یا لوگوں کی ماں، بہن اور بیٹیوں سے زنا کرنے یا جسم فروشی کرنے یا سود کے نام پر لوگوں کا خون چوسنے، شراب، جوے جیسی بُری محفلوں میں وقت گذار کر مست مگن رہنے کا نام زندگی ہے۔

کسی کے پاس انسانوں کو لڑا کر ان کا مال ہڑپ کرنا، فساد مچا کر قتل وخون اور غارت گری کرنا، ناانصافی اور ظلم سے لوگوں پر اپنی خدائی چلانا؛ اسی کا نام زندگی ہے، وہ

زندگی کی قیمتی نعمت اور وقت کو اسی طرح برباد کرتے ہیں، ان کو وقت کے برباد ہونے کی کوئی فکر ہی نہیں ہوتی اور نہ مرنے کے بعد اصل مالک کے پاس جواب دینے کا احساس ہوتا ہے، ایسے انسان اپنی عقل اور حواس پر بھروسہ کرکے ضمیر کی آواز کے خلاف یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی اور وقت کی مہلت بس یہی دنیا کی زندگی ہے، پیدا ہونا، عیش کرنا، دنیا بنانا، نفسانی خواہشات پوری کرنا اور من چاہی زندگی گذار لینے کا نام زندگی ہے، پیدا ہونا، مزے اُڑانا اور پھر مرجانے کے لئے ہی یہ زندگی کا وقت دیا گیا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ انسان مرجانے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیا جاسکتا، مٹی میں مل جانے، گل سڑ جانے یا آگ میں جل کر راکھ ہوجانے یا سمندر میں ڈوب جانے یا جانوروں کے کھا لینے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کرکے حساب نہیں لیا جاسکتا، اس لئے زندگی بس یہی دنیا کی زندگی ہے، اس طرح تصور کرکے وہ اپنے وقت کو برباد کرلیتے ہیں اور مرنے کے بعد والی زندگی کی تیاری ہی نہیں کرتے، حالانکہ دنیا کی زندگی دی ہی اس لئے گئی کہ وہ دنیا سے اپنی آخرت والی زندگی بنالیں۔

اگر انسان کا یہی تصور رہا تو پھر انسان زندگی کے وقت کو ضائع و برباد کرکے جہنم کے حوالے ہوجائے گا، اس کی زندگی اس دنیا میں بے مقصد گذرے گی، اگر وہ بے مقصد اپنی زندگی کے وقت کو گذارے تو اس کی زندگی جانوروں سے بھی گئی گذری ہوجائے گی، اگر انسان جانوروں کی طرح صبح اُٹھے اور صرف پیٹ اور شرمگاہ کی بھوک مٹانے، آنکھوں، کانوں اور زبان کے مزے لینے، اپنے اوقات زندگی کو گذارے تو یہ اس کی من چاہی اور بیکار زندگی ہے، اس کو تو رب چاہی زندگی گذارنے کے لئے دنیا میں زندگی کے وقت کی مہلت اللہ نے دی ہے، جانور صبح بیدار ہوتا ہے، بچوں کے ساتھ میدان جا کر چارہ چر کر واپس آتا ہے اور گھر کے قریب جگالی کرتا ہوا وقت گذار لیتا ہے، انسان بھی ہر روز کھانے، کمانے اور مرجانے ہی تک کا تصور رکھے تو یہ ناکارہ اور ناکام زندگی ہوگی، انسان اگر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر حساب دینے کے تصور سے خالی رہے تو وہ اپنی زندگی کی

مہلت اور وقت کو برف کی طرح پگھلا کر پانی کی طرح بہا دے گا، عقلمند اور سمجھدار تاجر برف کو پانی بننے سے پہلے روپیوں میں تبدیل کر لیتا ہے۔

اگر کسی اسکول میں بچوں کو کامیابی اور ناکام ہونے کا احساس نہ دلایا جائے، سزا اور جزاء کا احساس نہ دلایا جائے تو وہ کبھی بھی پڑھائی اور امتحان کی تیاری پر توجہ نہیں دیں گے، آوارہ گردی، غنڈا گردی، کھیل کود میں وقت گذاریں گے، اس طرح انسان کو مرنے کے بعد والی زندگی کا تصور نہ ہو تو انسان اپنے دنیا کے وقت کو بے مقصد کاموں میں گذار دے گا۔

ذرا غور کیجئے کہ اللہ نے انسان کی اس دنیا کی زندگی کی پرورش کے لئے آسمان بنایا، چاند، سورج، ستارے بنائے، زمین، ہوا، پانی پیدا کیا، درخت اور جانور پیدا کئے، پھر ان چیزوں کے ذریعہ ایک ایک دانے غذاء کا انتظام کیا، پھلوں، ترکاریوں اور غلہ واناج کا انتظام کیا، جانوروں کے ذریعہ سہولت وآرام کا انتظام کیا، سائنسی علم عطا کر کے ہر زمانے میں نئے نئے آرام دہ سامان کا انتظام کیا، ان سب چیزوں کے ملنے کے باوجود انسان اللہ کو نہ مانے یا اللہ کو ایک اور اکیلا نہ مان کر اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرے یا اس کی نافرمانی اور بغاوت میں زندگی گذارے تو یہ زندگی کے ملنے کا شکرانہ نہیں بلکہ کفران نعمت وناشکری ہے۔

انسان کی زندگی کا وقت سونا، چاندی سے بھی زیادہ قیمتی ہے!

انسان کو زندگی کا جو وقت اور نعمت ملتی ہے وہ سونا چاندی اور روپیہ پیسے سے زیادہ قیمتی دولت ہے، محمد رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت اور زندگی کی قدر کرنے کی تعلیم دی کہ موت آنے سے پہلے زندگی کو غنیمت جانو! اور یہ بھی فرمایا: انسان اسی زندگی کے وقت سے بڑی غفلت اور دھوکہ کھاتا ہے۔

اپنی صحتمند زندگی میں اللہ کی اس نعمت کی بہت زیادہ ناقدری کرتا ہے، جو چیز دنیا میں وقتی فائدہ دے سکتی ہے اور مرنے کے ساتھ ہی انسان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے؛ اس مادّی چیز سونا چاندی، روپیہ پیسہ اور زمین وجائیداد کی خوب فکر رکھتا ہے اور ان کی دیکھ بھال

بھی کرتا ہے، ان کی دن رات حفاظت کرتا ہے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے، مگر ان تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی اور آخرت بنانے والی جو چیز اس کی اپنی زندگی کا وقت ہے؛ اس کو ضائع و برباد کردیتا ہے، اس کی قدر نہیں کرتا، اس سے غفلت میں مبتلا رہتا ہے، سونا، چاندی، روپیہ پیسہ اگر گم ہوجائے یا خرچ ہوجائے تو پھر کوشش اور محنت کر کے جمع کیا جاسکتا ہے، پہلے سے زیادہ جمع کیا جاسکتا ہے، مگر زندگی کا وقت بچپن جوانی سے گذر جائے تو پھر گیا اور گذرا ہوا وقت واپس نہیں لایا جاسکتا اور نہ جو عمر گذر گئی وہ واپس آسکتی ہے، اس لئے سونا چاندی سے زیادہ قیمتی چیز انسانی زندگی کا وقت ہے۔

عقلمند اور سمجھ دار انسان وقت کی قدر اور اہمیت کو جانتے ہوئے اس کا صحیح استعمال کرتے ہیں اور اس سے اپنی مرنے کے بعد والی زندگی بناتے ہیں، ان کے نزدیک دنیا کے سونا، چاندی اور دولت سے زیادہ قیمتی چیز زندگی کا وقت ہوتا ہے، وہ ایک ایک منٹ اور ایک ایک سیکنڈ کو آخرت کی کرنسی میں تبدیل کرتے رہتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعاء فرماتے تھے کہ: اے اللہ میری زندگی کے وقت میں برکت عطا فرما، اور اُسے مقصد زندگی میں لگانے کی توفیق عطا فرما، ہمیں بھی ایسی ہی دعا مانگنا چاہیئے، محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے: ''جب دن نکلتا ہے تو اس دن کا وقت پکار پکار کر کہتا ہے کہ: اے انسان میں تیرے عمل پر گواہ ہوں، مجھ سے کچھ حاصل کرنا ہے تو کرلے، میں اب گذر جانے کے بعد قیامت تک لوٹ کر نہیں آؤں گا''، اس لئے انسان موت آنے سے پہلے زندگی کے وقت کو غنیمت جانے اور ایمان لاکر اپنے مالک کی اطاعت وفرمانبرداری کرے۔

☆ دنیا میں جو انسان اپنی زندگی کے وقت کو دوست بنانے، فائدہ اٹھانے کے قابل بنانے کے بجائے شیطان اور نفس کی دوستی اور پیروی میں خرچ کرتے ہیں وہ گویا اپنی قیمتی سرمایہ ان کے حوالے کردیتے ہیں اور اپنی زندگی کی نعمت کا شکر ادا کرنے کے بجائے زندگی کی نعمت کی ناشکری اور کفرانِ نعمت کرتے ہیں اور اس نعمت کو اللہ کی مرضی پر استعمال کرنے

کے بجائے جہنم کا سودا خریدنے میں خرچ کرتے ہیں، چنانچہ ان کا یہ قیمتی سرمایہ وقت اگر جوا، شراب، ناچ، گانا بجانا، سیر وتفریح، ٹی وی پر دل بہلانے، جھوٹ، دھوکہ، فریب، زنا، قتل وغارت گری، ظلم وزیادتی، حق تلفی، شرک، کفر، نافرمانی اور بغاوت، شرکیہ عقائد اور رسوم وافعالِ بدعات میں گذارتا ہے تو وہ گویا اس نعمت سے صرف دنیا کے مزے اور دنیا سجانے اور گناہ کا سودا کرتے ہیں یا پھر فضول خرچی، نفسانی خواہشات، جاہلانہ رسمیں، عمدہ مکانات، سواریاں اور سامانِ عیش وراحت جمع کرنے پر سارا وقت خرچ کرتے ہیں، تو وہ گویا زندگی کے اس قیمتی سرمایہ سے نفس کی خواہشات اور دنیا بنانے میں خرچ کر رہے ہیں، اگر ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ ساتھ انسان دولت، بنگلہ، کوٹھی، عمدہ لباس، عمدہ سواریاں، سونا چاندی اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں حاصل کرے تو یہ اس انسان کے لئے دنیا کی بھی ایک کامیاب زندگی ہوگی اور وہ ایک شکرگذار بندہ کی طرح زندگی گذار کر زندگی کا شکریہ ادا کر رہا ہے، اگر دنیا کی خوشحالی کے ساتھ اللہ پر ایمان واطاعت بھی رہے تو اس انسان کا وقت صحیح گذر رہا ہے، اگر کسی انسان کے پاس دنیا کی دولت اور اقتدار کے ساتھ اللہ کی نافرمانی اور بغاوت ہے تو یہ ناکام زندگی ہوگی اور عذاب کی حالت ہے۔

شیطان انسان کو ہمیشہ دھوکہ میں مبتلا رکھنا چاہتا ہے

شیطان انسانوں کو زندگی کی اس نعمت کو صحیح استعمال کرنے سے دھوکہ میں مبتلا کرتا رہتا ہے، جب بھی انسان اللہ کی اطاعت یعنی نیک کاموں کے شروع کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ انسانوں کو غریبی، مسائل کی پریشانی، مال کی کمی، دنیا کے عیش سے دوری، نیکیوں کی تکلیف کا احساس دلاتا ہے اور انسان کو دنیا کے مسائل سے فراغت یا وظیفہ پر بیٹھنے یا آخری عمر میں اللہ سے رجوع ہونے کا احساس پیدا کرواتا ہے، اور انسان ہر اچھا کام اللہ کی اطاعت ''کل'' سے کرنے کا احساس پیدا کر کے آئندہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور زندگی کا وقت یوں ہی سوچ سوچ کر ضائع وبرباد کرتا رہتا ہے، اور پھر شیطان انسانوں

سے ہر روز گناہ کرواتا رہتا ہے اور دھوکہ میں مبتلا رکھتا ہے؛ حالانکہ انسان کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ موت کب آئے گی اور وہ کس وقت مرے گا، جس طرح گذرا ہوا کل واپس نہیں آسکتا اسی طرح آئندہ کل میں دوسرے نئے نئے مسائل پیدا ہوکر انسان انہی میں مصروف ہوتا رہتا ہے، اور آئندہ کل بھی اُسے اعمالِ صالحہ کرنے نہیں دیتا، شیطان وہ آئندہ کل کبھی آنے نہیں دیتا، ایسے انسان اپنی زندگی کے وقت کے گذر جانے پر افسوس اور پچھتاوے کے سوا کچھ بھی نہیں کرسکتے، گذرے ہوئے وقت سے کبھی فائدہ نہیں اٹھاسکتے، اس لئے اگر انسان کو اللہ کی اس دی ہوئی نعمت زندگی کے وقت کی قدر ہے اور آخرت کی زندگی سے محبت ہے تو وہ جو بھی وقت زندگی کی شکل میں ملے اُسے غنیمت اور قیمتی جانے اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائے اور اپنے وقت کو برباد ہونے سے بچائے، ضائع کردہ وقت سے سوائے حسرت وافسوس اور ناکامی کے کچھ حاصل نہیں ہوگا، جس طرح امتحان گاہ میں وقت تیزی سے گذرتا جاتا ہے اور امتحان میں شریک بچہ اپنے پرچہ کو حل کرنے میں کوتاہی اور غفلت برتے تو وقت ختم ہوجانے کے بعد سوائے افسوس، ناکامی اور بے عزتی کے کچھ نہیں ملتا، انعامات ترقی سے محروم رہنا پڑتا ہے، ذلت اور شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے، بالکل اسی طرح دنیا کی اس امتحان گاہ میں اللہ کی دی ہوئی مہلت وقت کا صحیح استعمال نہ کریں تو کل مرنے کے بعد حشر کے میدان میں ذلت، پچھتاوا، ناکامی اور انعامات سے محرومی اور سزاء بھگتنی پڑے گی۔

ذرا غور کیجئے! زندگی کا یہ سرمایہ وقت ہر انسان کے پاس بچپن، جوانی اور بوڑھاپے کی شکل میں ہر روز صبح وشام کی شکل میں آتا رہتا ہے اور انسانوں کو غفلت زندگی سے جاگنے کا موقع فراہم کرتا رہتا ہے، اللہ نے دنیا کی ہر چیز کی عمر اسی وقت میں مقرر کر رکھی ہے، وہ چیز اپنی عمر پوری کرکے دنیا سے غائب ہوجاتی ہے، جس طرح انسان کی زندگی کا وقت مقرر ہے، اسی طرح دنیا کی بھی زندگی کا ایک وقت مقرر ہے اور یہ دنیا سیکنڈوں، منٹوں، گھنٹوں اور دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سال کی شکل میں تیزی کے ساتھ اپنی عمر کے ختم ہونے کی

طرف دوڑ رہی ہے، جب اس کی عمر مکمل ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اس دنیا کو قیامت لا کر ختم کر دے گا، دنیا کا یہ وقت ہر مخلوق کے لئے برف کی طرح ہر لمحہ ہر گھڑی پگھل رہا ہے، ہر روز آتا ہے، ہر روز گھٹتا ہے ہر لمحہ پگھلتا رہتا ہے، پھر جب گذر جاتا ہے تو لوٹ کر واپس کبھی نہیں آتا، یہ اتنی بڑی مخلوق ہے کہ کائنات کی ہر چیز اس میں تیر رہی ہے، ہر مخلوق اپنے اپنے وقت میں آتی ہے اور اپنے مالک کی طرف سے دی گئی ذمہ داریوں کو پورا کر کے چلی جاتی ہیں، اگر غفلت میں ہیں تو صرف جن اور انسان! اس وقت کو کوئی نہ اپنے روپے پیسے سے خرید سکتا ہے اور نہ سونا چاندی کی طرح محفوظ کر سکتا ہے، کوئی اس کو روک بھی نہیں سکتا، یہ ہر انسان کے پاس ہواؤں کی طرح آتا ہے اور بادلوں کی طرح تیزی سے گذر جاتا ہے، انسان اسی وقت سے یا تو جنت کا سودا کر سکتا ہے یا جہنم کا سودا کرتا ہے، مگر بیوقوف و نادان انسان اسی وقت کو ضائع کر کے دوزخ کا سامان خریدتا ہے۔

یہ وقت بادشاہ، طاقتور پہلوان، امیر، غریب، عالم اور جاہل ہر ایک کے پاس آتا ہے مگر کوئی اسے پکڑ نہیں سکتا، اسی وقت کو کوئی اللہ پر ایمان اور اس کی فرمانبرداری سے مبارک اور کارآمد بنالیتا ہے اور کوئی اللہ کے ساتھ شرک کر کے گناہوں سے خراب اعمال کر کے منحوس اور نامبارک کر لیتا ہے، یہی وقت رات کی شکل میں انسان کو دوزخ کی یاد دلاتا ہے اور صبح کی شکل میں جنت کا نظارہ بتلاتا ہے، یہ وقت ہر انسان کے پاس آ کر کسی سے مروت اور دوستی نہیں کرتا، ہر انسان کی زندگی کے اعمال کو اپنے اندر بند کر لیتا ہے، انسان اور جن کو اس وقت زندگی کی اہمیت مرنے کے بعد حشر کے میدان میں معلوم ہوگی، جب وہ دوبارہ دنیا میں بھیجنے اور کچھ مہلت مانگے گا؛ تو اسے مہلت نہیں دی جائے گی۔

افسوس وہ لوگ جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی کہتے ہیں، ہر روز قرآن پڑھنے کے باوجود اپنے قیمتی وقت کو باغی اور نافرمان انسانوں کی طرح ہوٹلوں، کلبوں، ناچ گانوں کی محفلوں اور جاہلانہ رسموں اور فضول خرچی کی دعوتوں، کھیلوں، شادی بیاہ میں بیکار باتوں اور کاموں، ٹی وی کی فحش اور بدکاریوں

کے دیکھنے میں ضائع و برباد کرتے ہیں، یا حرام مال، رشوت، گھوڑے جوڑے کی رقمیں اور سود کھا کر اللہ کی بغاوت کر کے دنیا بناتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری کرتے ہیں، اور جو ایمان کا دعویٰ کر کے جھنڈوں، قبروں، علموں سے اولاد، تجارت، صحت اور کامیابی کی دعائیں مانگتے ہیں وہ اپنے وقت زندگی کو برباد کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان سے خالی ہوتے ہیں، انسان کو دوبارہ یہ زندگی نہیں مل سکتی۔

زندگی میں ''صحت'' اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے!

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے، جسم اور روح، یعنی زندگی ملنے کے بعد جسمانی تندرستی اور روحانی صحت بہت ضروری ہے، انسانوں کی غفلت کا یہ حال ہے کہ وہ جسم کی حفاظت کا خیال تو رکھتے ہیں مگر روح کی حفاظت کی کوئی فکر نہیں کرتے، حالانکہ جسم اور روح کی تندرستی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، جو لوگ صرف جسم کو طاقتور، توانا اور تندرست رکھنے کی فکر کرتے ہیں مگر روح کی صحت و تندرستی کا احساس نہیں رکھتے وہ بیوقوف اور نادان و غافل انسان ہیں، انسان کو جسم کے ساتھ ساتھ روحانی اخلاق و اعمال والا ہونا ضروری ہے؛ ورنہ اس کی روح بیمار اور جسم تندرست رہتا ہے اور وہ چلتی پھرتی لاش کی مانند ہوتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مہمان گھوڑے پر بیٹھا ہے، اس کی سواری کو خوب کھلایا جائے اور مہمان کو بھوکا رکھا جائے؛ تو سواری صحتمند رہے گی مگر مہمان کمزور اور بیمار ہو جائے گا، یہی حال انسان کے جسم اور روح کا ہے، ساری فکر جسم کے صحت کی کی جاتی ہے، اندر روح کو مردہ بنا کر رکھا جاتا ہے، حالانکہ روح جسم پر سوار ہے اور جسم اس کی سواری ہے، روح کی صحت اور روح کی غذاء اللہ کو مان کر اس پر ایمان لا کر اس کے آخری پیغمبر کو مان کر ان کی نقل میں زندگی گذارنے سے روح کو روحانی غذاء ملتی ہے اور وہ صحتمند رہتی ہے، اکثر لوگ بوڑھے ہو جانے کے بعد اللہ کی اطاعت و عبادت کا ذہن رکھتے ہیں اور جوانی میں جسم کو بھی بیمار بنائے رکھتے ہیں، اور جسم کو نفسانی خواہشات میں مبتلا کر کے

شراب، زنا، ناچ گانے کے عادی بن کر جسم اور روح دونوں کو مردہ بنا لیتے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کو بوڑھاپے سے زیادہ جوانی کی عبادت بہت پسند ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے یہ تاکید کی کہ بوڑھاپا آنے سے پہلے صحت کو غنیمت جانو، انسان اپنی مرضی اور کوشش سے نہ اپنے جسم میں طاقت پیدا کرسکتا ہے اور نہ جسم کے اعضاء کو صحت و تندرستی دے سکتا ہے، اللہ کے سوا کوئی دوسرا اُسے صحت وتندرستی نہیں دے سکتا۔

جسم اور روح دونوں کو تندرست رکھنا کامیابی ہے!

اللہ تعالیٰ جسم اور روح دونوں کو صحت وتندرستی دیتا ہے، جس انسان کے پاس جسم اور روح دونوں تندرست اور صحتمند ہوں وہ اللہ کی بہترین نعمت والا کہلائے گا، دنیا میں ایک گاڑی پر ایک ڈرائیور ہوتا ہے، اگر گاڑی کی اسٹیرنگ ڈرائیور کے ہاتھ سے نکل جائے تو گاڑی ایکسیڈنٹ کے حوالے ہوجاتی ہے، اسی طرح انسان کی روح بیمار ہوتو وہ جسم کو کنٹرول نہیں کرسکتی اور جسم روح کے کنٹرول میں چل نہیں سکتا، جسم کا غلبہ روح پر ہوجاتا ہے اور وہ روح کی کوئی بات پوری ہونے نہیں دیتا، انسان صحتمند جسم رکھ کر روح کو بیمار کر کے اپنے اعضاء سے اللہ کی ناشکری کرتے ہیں، روح کو طاقتور بنانے کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر ایمان لاکر ان کی نقل میں زندگی گذارنا ضروری ہے، تب ہی روح صحتمند اور طاقتور بنتی ہے اور جسم کے تمام اعضاء اللہ کی مرضیات پر چلتے ہیں۔

آنکھیں اللہ کی قدرت کی زبردست نشانی ونعمت ہیں!

اللہ نے تمام جانداروں کو آنکھیں عطا فرمایا، سوائے اللہ کے کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ چربی کے ڈلوں کو دیکھنے کی قوت دے، پھر کسی کو سورج کی روشنی میں اور کسی کو اندھیروں میں دیکھنے کی صلاحیت دی ہے، جن لوگوں کے پاس بینائی نہیں ہوتی ان سے اللہ کی اس نعمت کی قدر پوچھئے، وہ بینائی کے لئے کتنی تڑپ رکھتے ہیں، انسان جب کسی

نعمت سے محروم ہوتا ہے تو اس کی انتہائی قدر سمجھ سکتا ہے، بینائی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس نے بعض جانور ایسے بنائے جو اندھے ہوتے ہیں، مثلاً نیوزی لینڈ کی نیشنل برڈ ''کے وی'' اور دیمک یہ جانور بغیر آنکھوں کے تمام کام کرتے ہیں، اگر اللہ انسان کو آنکھیں نہ دیتا تو وہ کتنی مشکلات میں مبتلا رہتا، اس لئے آنکھیں ملنے پر آنکھوں کے مالک کا شکر ادا کریں، اور اس کا شکرانہ ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان کو مالک کی مرضیات پر استعمال کریں، آنکھیں انسان کی ذاتی ملکیت نہیں، اللہ تعالیٰ نے انسان کو بینائی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے عطا فرمایا ہے، اور آنکھوں کے ذریعہ امتحان لے رہا ہے کہ انسان ان کو اللہ کی مرضی پر استعمال کرتا ہے یا اپنے نفس کی خواہش پر استعمال کرتا ہے، آنکھ اور کان دونوں دماغ کے دو بازو ہیں، جس طرح پرندے کے دو پر ہوتے ہیں، وہ انہی کی مدد سے اُڑ سکتا ہے اور دشمن سے بچ سکتا ہے، اگر ان دو پروں میں سے ایک بھی معذور ہو جائے تو دشمن کے حوالے ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح آنکھیں اور کان دماغ کے دو مددگار ہیں، اگر یہ صحیح چیز دیکھیں اور صحیح بات سن کر دماغ کو پہنچائیں تو دماغ شیطان کی گمراہی سے بچ جاتا ہے اور انسان کو سیدھا راستہ اللہ کی مرضی والا راستہ سمجھاتا ہے، اگر دونوں میں سے کوئی ایک غلط اور گمراہی والی بات دماغ کو پہنچائے تو دماغ شیطان کے حوالے ہو جاتا ہے، چنانچہ آنکھوں سے اللہ کی بندگی کا حق ادا کیجئے اور ان سے حق اور سچائی کو دیکھنے کا کام لے کر دماغ سے صحیح غور وفکر کرنے کا کام لیجئے، اللہ تعالیٰ تمام جانداروں کو آنکھیں دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے دیتا ہے، انسان کو ضرورتوں کے ساتھ ساتھ اپنی مخلوقات میں غور وفکر کرتے ہوئے اس کی پہچان حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے، انسان اپنی آنکھوں سے کائنات میں غور وفکر کر کے اللہ کو پہچاننے کا کام لے۔

انسانوں کی اکثریت کا یہ حال ہے کہ آنکھوں کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتی ہے، اللہ کی امانت ہونے کا احساس نہیں رکھتی؛ جس کی وجہ سے وہ آنکھوں کو نفس کی خواہش پر استعمال

کرتی ہے اور نائٹ کلبوں، ہوٹلوں، شراب خانوں، باروں، شادی بیاہ کی محفلوں میں ناچ گانوں یا پھر ٹی وی پر عام فلموں یا بلیو فلموں میں برہنہ یا نیم برہنہ مرد وعورت کو دیکھ کر آنکھوں سے برائی کرتے ہیں یا راستوں میں عورت اور مرد ایک دوسرے کے جسمانی اعضاء سے آنکھوں، کانوں، دل اور دماغ کا گناہ کرتے ہیں، اللہ نے آنکھیں گناہ کی لذت لینے کے لئے نہیں دی، اللہ ہی ان کا حقیقی مالک ہے، جتنا زیادہ انسان اپنی آنکھوں سے کائنات کی مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت پر غور وفکر کرے گا اتنی ہی اس کو اللہ کی قدرت سمجھ میں آئے گی اور وہ اللہ کی پہچان حاصل کر سکے گا، آنکھوں سے گندی چیزیں دیکھیں گے تو دل میں ناپاک گندی اور فحش باتیں ہی پیدا ہوں گی اور دل ہمیشہ گندگی میں مبتلا رہے گا، قرآن نے ایمان والے مرد اور عورتوں دونوں کو نگاہیں نیچی رکھ کر راہ چلنے کی تعلیم دی ہے۔

کان بھی اللہ کی قدرت کی نشانی اور بڑی نعمت ہے!

دنیا کی کوئی طاقت چمڑے کو سننے کی صلاحیت نہیں دے سکتی، یہ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، سننے کی اس نعمت کی اہمیت ان انسانوں سے پوچھئے جو بہرے ہیں یا بوڑھے ہو کر کان رکھ کر کم سنتے ہیں یا نہیں سن پاتے اور سنوائی کے لئے تڑپتے ہیں، انسان اپنی محنت، غذاؤں اور دواؤں سے کانوں میں سننے کی صلاحیت پیدا نہیں کر سکتا، اللہ نے اُسے بہرے انسانوں کیلئے سننے کا آلہ بنانے کی صلاحیت عطا فرمائی، جس کا استعمال ہر شخص کے بس کی بات نہیں، اللہ نے کان مخلوقات کو اپنی دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے عطا فرمایا۔

کان انسان کی ذاتی ملکیت نہیں، اللہ اس کا مالک ہے، اس لئے کانوں کو اللہ کی امانت سمجھنا، وہ انسانوں کو امتحان کے لئے دئے گئے ہیں، اللہ نے کان اس لئے دیا کہ انسان اس سے اپنی ضرورتیں پوری کرے اور حق بات، نیکی کی بات سنے، برائی اور گناہ کی باتوں کے سننے سے بچے، تا کہ انسان صحیح اور غلط باتوں کو سمجھ سکیں، اگر اللہ ہوا پیدا نہ کرتا تو

جاندار اپنی آواز سامنے والے کو بھی نہیں سنا سکتا تھا، اگر انسان کو کان نہ ہوتے تو اُسے ہر چیز لکھ کر دوسروں کو سمجھانا پڑتا، امتحان اس بات کا ہے کہ انسان ان کانوں کی نعمت کو نیکی میں استعمال کرتا ہے یا برائی میں، چونکہ دیکھنا اور سننا انسان کے لئے دو اہم صفات اور نعمتیں ہیں، اسی سے اس کا دماغ صحیح اور غلط کام پر اعضاء کو اُکساتا ہے، حق و باطل سن کر فیصلہ کرتا ہے۔

انسان اس نعمت کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر ان کو شیطان کے حوالے کرتا ہے، جب روح بیمار ہو تو جسم طاقتور بن جاتا ہے اور انسان کی آنکھوں اور کانوں پر شیطان کا قبضہ ہوجاتا ہے، شیطان آنکھوں اور کانوں پر غلبہ پا کر انسان کو ان دونوں اعضاء سے گناہوں کی لذت میں مبتلا کرتا ہے، چنانچہ انسان شرکیہ باتوں اور فحش گانوں، ٹی وی کے ناچ گانوں میں اس سے لذت لیتا ہے، اکیلے اللہ کی بڑائی سننے اذان سننے اور حق بات سننے سے چڑتا ہے اور کانوں سے برائی کرتا ہے، بہرے ہوجانے اور بوڑھے ہوجانے یا کانوں کی سنوائی ختم ہوجانے کے بعد کانوں کو گناہوں اور بری باتوں کے سننے سے بچانا کمال نہیں، اس کی مثال ایسی ہے جیسے اندھے کو فلم دیکھنے سے روکنا، کانوں کا شکر تو یہ ہے کہ اس نعمت کو نعمت دینے والے کی مرضی کے مطابق استعمال کریں، برائی کی طاقت رکھ کر برائی سے بچتے ہوئے نیکی پر قائم رہنا یہ شکر والی زندگی ہے۔

زبان میں بات کرنے کی صلاحیت اللہ کی بڑی نشانی و نعمت ہے!

اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو زبان عطا فرمائی، مگر گفتگو کا سب سے اعلیٰ اور اونچا طریقہ انسان کو عطا فرمایا، تمام مخلوقات میں انسانوں کو یہ صلاحیت عطا فرمائی کہ اپنی آنکھوں اور کانوں سے مختلف چیزیں دیکھے اور سنے، پھر دماغ کے جذبات، احساسات اور خیالات کو زبان سے اظہار کرے، یہ دوسری مخلوق میں صلاحیت نہیں دی، دوسرے جاندار اپنے منشاء اور ارادے کا اظہار زبان سے نہیں کر سکتے، یہ اللہ کا کمال ہے کہ اس نے چمڑے کی زبان بنا کر اس میں بات کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی، بندر اور گوریلا کو زبان اور انگلیاں انسان

کی طرح دیں، مگر وہ نہ انسان کی طرح لکھ سکتے ہیں اور نہ پڑھ سکتے ہیں، لکھنا پڑھنا تو اللہ نے انسان کو سکھایا ہے، اسی زبان کی وجہ سے انسان لاکھوں انسانوں کو علم دے سکتا ہے، زبان سے گفتگو اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی عظیم واہم اور بے بہاء نعمت ہے، جو لوگ گونگے ہیں ان سے اس نعمت کی اہمیت کو پوچھئے کہ وہ گفتگو کے لئے کیسے تڑپتے ہیں، انسان اللہ کی ان نعمتوں پر شکرادا کرے، ان کو دیکھے جو اندھے، بہرے اور گونگے ہیں کہ اللہ نے ہم کو یہ نعمتیں عطا فرمائیں، حقیقت یہ ہے کہ انسان کی فطرت اگر صحیح رہے اور وہ غافل اور بےشعور نہ ہو تو اُسے معذور لوگوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر یاد آتا ہے، زبان کا مالک اللہ ہے اور یہ اللہ کی امانت' انسان کو امتحان کے لئے دی گئی ہے؛ تاکہ انسان اس سے سچائی کا اقرار کرے، اپنے مالک کی تعریف، پاکی و بڑائی بیان کرے، اور اس کے احکام کو دنیا کے تمام لوگوں تک پڑھ کر سنا کر پھیلائے، مگر جب انسان کی روح بیمار ہوتی ہے تو انسان اللہ کے مقابلہ مخلوقات کی تعریف کرتا ہے اور گمراہی کو پھیلاتا ہے اور اپنی زبان کو فحش باتوں، گالیوں، گانوں، جھوٹ، غیبت، چغلی، فریب، دھوکہ دہی، وعدہ خلافی، دوسروں کا مذاق اُڑانا، فخر اور تکبر والی باتیں کرنا جیسے گناہوں میں ملوث کردیتا ہے، اسی زبان سے انسان یا تو اللہ کا اقرار کرسکتا ہے یا انکار کرسکتا ہے۔

زبان سے اللہ کی عبدیت و بندگی یہ ہے کہ ہمیشہ اس کو دوسروں کی برائی، جھوٹ، شرک اور کفر بولنے اور باطل کو پھیلانے سے روکے رکھنا، گالیاں اور فحش بکنے سے روکنا، اللہ کی تعریف، پاکی، بڑائی اور ذکر میں لگائے رکھنا، زبان کی عبادت ہے، زبان سے بے حیائی و بےشرمی کی باتیں، گالی گلوج کرنا اور گناہ کی باتوں کا اظہار کرنا، زبان کا زنا ہے، جو لوگ اللہ سے نڈر بنے رہتے ہیں وہ اپنی زبان کو ہمیشہ گناہ کی باتوں میں استعمال کرتے ہیں، عالم کی خاموشی زینت ہے، اور جاہل کی خاموشی پردہ پوشی ہے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے کان دو دئے اور منہ ایک دیا؛ تاکہ بولنے سے زیادہ سنو، اس لئے انسان بیکار بکواس اور باتوں سے بچے اور خاموشی زیادہ اختیار کرے، کام کی بات

کرے، زبان ہی وہ نعمت ہے جس کا استعمال صحیح کرنے سے انسان عزت دار بنتا ہے اور برائی کرنے سے ذلیل اور گنہگار ہوجاتا ہے، زبان ہی سے انسان کا مہذب اور غیر مہذب ہونا ظاہر ہوتا ہے، زبان، آنکھ، کان گویا عقل کے نمائندے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو چیزوں کی جو حفاظت کرے گا اس کے حق میں جنت واجب ہوجاتی ہے، ایک شرمگاہ اور دوسری زبان۔

عقل وفہم بھی اللہ کی نشانی اور بہت عظیم نعمت ہے!

اللہ تعالیٰ تمام جانداروں کو دماغ (بھیجہ) عطا فرمایا، مگر انسانوں کو اپنے دماغ سے سوچنے، سمجھنے کا اعلیٰ معیار عطا فرمایا، اسی اعلیٰ عقل وفہم سے انسان سائنسی علم حاصل کرکے دنیا کی بہت ساری مخلوقات پر ریسرچ کررہا ہے، انسانوں کے لئے عقل وفہم اللہ کی بہت بڑی عظیم نشانی اور نعمت ہے، اس نعمت کی قدر جاننے کے لئے اس انسان کو دیکھیں جس کے پاس عقل کی کمی ہو یا وہ پاگل ومجنون ہو، ان کو دیکھ کر اس نعمت کے ملنے پر اپنے مالک کا زبان سے شکریہ ادا کریں۔

اللہ نے انسان کو اعلیٰ دماغ اور فہم اس لئے دیا کہ وہ دنیا کی ضرورتیں اس سے پوری کریں اور کائنات میں غور وفکر کے ذریعہ اللہ کو پہچانے، اس کی قدرت کو سمجھ کر اس پر ایمان لائیں، تمام جانور بہت ساری چیزیں استعمال کرتے ہیں، مگر وہ ان چیزوں کو کھانے یا اپنی حفاظت اور رہنے کی جگہ ہی کی حد تک جانتے ہیں، لیکن انسان اپنی عقل کو استعمال کرکے مخلوقات میں اللہ کی قدرت پر بھی غور وفکر کرسکتا ہے، یہ صلاحیت کسی جانور کو نہیں دی گئی، اگر انسان عقل جیسی نعمت رکھ کر کائنات کی چیزوں میں غور وفکر نہ کرے تو اس میں اور جانوروں میں فرق باقی نہیں رہے گا، اسی دماغ سے وہ اللہ کے کمالات اور قدرت کو سمجھ سکتا ہے، اور خالص اللہ پر ایمان لاسکتا ہے، مگر انسان کی غفلت کا یہ حال ہے کہ وہ صحتمند دماغ رکھ کر کبھی کائنات کی چیزوں میں غور وفکر نہیں کرتا، جو لوگ کائنات کی چیزوں میں غور وفکر

نہیں کرتے وہ زیادہ تر اللہ کے ساتھ شرک میں گرفتار رہتے ہیں، شرک سے بچنے کے لئے عقل کا استعمال ضروری ہے، اس نعمت کا انسان کو احساس نہیں، اگر اللہ دماغ میں ذرا سی خرابی ڈال دے تو انسان پاگل بن کر، پھٹے کپڑوں کے ساتھ بدن کو گندگی پلید کر کے کچرا کنڈی یا ناپاک اور خراب جگہوں پر کھاتا پیتا پھرتا ہے۔

جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو دماغ کی سوچ سے محروم، ہاتھوں پیروں میں رعشہ، زبان میں لکنت، کانوں میں سماعت کی کمی یا اعضاء سے معذور ہو جاتا ہے، شہوت اور خواہشات سے دور ہو جانے کے بعد اللہ کی عبادت کرے تو یہ کمال نہیں، زندگی بھر اللہ کی عبادت واطاعت کی فکر رکھنا اور اطاعت کرتے رہنا یہ فکر شکرانے کی زندگی ہے، پھر انسان کے اعضاء بڑے قیمتی ہیں، اگر کوئی کہے کہ دل و دماغ اور آنکھوں کو ہمیں فروخت کر دو، کوئی تیار نہیں ہوگا، اس لئے ان نعمتوں کا غلط اور بیکار استعمال مت کیجئے۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کو دماغ کے ساتھ ساتھ ضمیر بھی دیا ہے، چاہے انسان کو اچھی اور بری بات کی تعلیم نہ بھی دی جائے تب بھی ضمیر ہر بُرے کام پر انسان کو اندر سے احساس دلاتا ہے، انسان اگر ضمیر کی آواز کے خلاف گناہ کے کام ہی کرتا رہے تو انسان کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے اور وہ برائی کا احساس دلانا بھی ختم کر دیتا ہے، عقل ایک ایسی حس ہے جو انسان کو اچھائی کا بھی علم دیتی ہے اور گناہ بھی سکھاتی ہے، مگر ضمیر ایک ایسا عنصر ہے جو برائی اور گناہ پر فوراً انسان کو اللہ کی نافرمانی کا احساس دلاتا ہے، اس لئے جس انسان کے پاس زندہ ضمیر ہو وہ اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے، روح اگر بیمار نہ ہو تو ضمیر بھی زندہ رہتا ہے، مسلسل گناہ کرنے سے ضمیر مردہ بن جاتا ہے، اس لئے اللہ کی اس نعمت کی حفاظت کیجئے۔

اسی طرح ایمان والا انسان اپنے اطراف اللہ کی جو جو نعمتیں ہیں ان پر غور وفکر کر کے اللہ کا شکر گذار بندہ بنا رہتا ہے اور شکر ادا کرنے کے لئے وہ زندگی کے تمام کاموں میں اپنے مالک ہی کی اطاعت کرتا ہے، مالک کی نافرمانی اور بغاوت نہیں کرتا اور اللہ کی نعمتوں کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے، اسی کا نام شکرانہ ہے۔

انسانوں میں خاندانی نظام اللہ کی نشانی اور بڑی نعمت ہے!

تمام مخلوقات میں اللہ نے انسانوں اور جنوں ہی کو خاندان رشتے ناطے بنانے کا نظام رکھا، انسانوں اور جنوں کے لئے خاندان اللہ کی بڑی نعمت ہے، اس سے انسان آپس میں پہچان رکھتا ہے اور ایک دوسرے کی ہمدردی ومحبت ، مدد، اتحاد اور اتفاق پیدا کرسکتا ہے، انسانوں کو خاندان کی قدر کرنی چاہئے۔

جانوروں میں رشتے ناتوں کا نظام نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ ماں باپ یا صرف ماں بچوں کے جوان ہونے تک دیکھ بھال کرتے ہیں، پھر ان سے دوری اختیار کرلیتے ہیں، بعض جانوروں کے بچے مثلاً مکھی، مچھر، مچھلی، مینڈک تو بغیر ماں باپ کے پرورش پاتے ہیں، انسان میاں بیوی بن کر اولاد حاصل کرتا ہے، پھر اولاد کی محبت کے ساتھ پرورش کرتا ہے، بوڑھاپے میں اولاد ان کا سہارا بنتی ہے، اگر ماں یا باپ میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو خاندان کے لوگ اولاد کی پرورش کے لئے آگے بڑھتے ہیں، انسان رشتہ داریوں کی وجہ سے زندگی کے تمام کاروبار میں مدد، مالی تعاون، محبت وہمدردی پاتا ہے اور رشتہ داریوں کی وجہ سے حسب ونسب کے ذریعہ اپنی نسل برقرار رکھ سکتا ہے، اس کی خوشی اور غم میں اس کے تمام رشتہ دار جمع ہوجاتے ہیں، اگر رشتہ داری اور خاندان کا نظام نہ ہوتا تو انسانی معاشرہ جنگل کا معاشرہ بن جاتا اور قریب کے رشتہ داروں سے زیادہ خود انسان کے ماں باپ اولاد کے دشمن بنے رہتے، پرورش کو بوجھ سمجھتے، ہر فرد خودغرضی کی زندگی گذارتا تھا، اپنی اولاد اور ماں باپ کا سہارا بننا، ان کی خدمت کرنا بہت بڑی مصیبت اور تکلیف کا کام سمجھتے تھے، کوئی بھی اپنا مال دوسروں پر خرچ کرنے تیار نہیں ہوتا تھا، اللہ رشتہ داری کے ذریعہ ماں باپ کو اولاد سے اور اولاد کو ماں باپ سے، شوہر کو بیوی سے اور بیوی کو شوہر سے، ایک خاندان والوں کو دوسرے خاندان والوں سے محبت پیدا کردیتا ہے، انسان میاں بیوی بن کر سسرال بناتا ہے، دادا دادی، نانا نانی جیسے رشتے پیدا کرلیتا ہے، جانوروں میں

اس طرح کا خاندانی نظام نہیں، جانور اپنی اولاد کے جوان ہوجانے کے بعد ان سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھتے، جانوروں کے بچے ماں باپ بوڑھے ہونے، کمزور اور بیمار ہونے پر کوئی مدد، خدمت اور ہمدردی نہیں کرتے، اپنی علاحدہ آزاد زندگی گذارتے ہیں، خاندان کا نظام انسانوں کے لئے بہت بڑی نعمت ہے، اس پر شکر گذار ہونا چاہئے۔

انسانوں میں نکاح کا نظام اللہ کی نشانی وعظیم نعمت ہے!

انسان میں نکاح کا طریقہ اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے لئے ایک بہت بڑی نعمت اور نشانی ہے، انسان اس بات پر غور کرے کہ جانور نہ نکاح کرسکتے ہیں اور نہ رشتہ اور خاندان بنا سکتے ہیں، جانور اپنی نفسانی خواہش کسی بھی مادہ کے ساتھ پوری کرلیتے ہیں اور بچے پیدا ہونے کے بعد اکثر نر بچوں کو اپنی اولاد نہیں سمجھتے، الٹا بچے نظر آئیں تو مار ڈالتے ہیں، اکثر نر زیادہ تر ذمہ داری قبول نہیں کرتے، بہت سارے جانوروں میں مادہ بچوں کو پالنے کا سارا بوجھ اٹھاتی ہے، بچے بھی بڑے ہوکر ماں کو بھول جاتے ہیں اور ماں سے علاحدہ زندگی گذارتے ہیں، مگر یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے انسانوں میں ایسا طریقہ نہیں رکھا اور انسان کے لئے آزاد شہوت رانی کو حرام کردیا اور غیر ذمہ دارانہ زندگی گذارنے کی اجازت نہیں دی، یہ اس کی رحمت اور نعمت ہے کہ اس نے انسانوں کے لئے زنا کو حرام کیا اور نکاح کو حلال کرکے انسانوں کو پاکیزہ زندگی اور میاں بیوی بننے کا نظام دیا؛ تاکہ میاں بیوی بن کر دونوں اپنے اپنے حقوق ادا کرکے ایک ذمہ دارانہ زندگی گذاریں، اور جائز طریقے سے اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لئے نکاح کا نظام رکھا، جو لوگ ایمان سے دور ہیں اللہ کے باغی اور نافرمان ہوتے ہیں وہ اپنی نفسانی خواہش جانوروں کی طرح آزادی کے ساتھ پوری کرتے پھرتے ہیں، اور ہوٹلوں، کلبوں میں عورت کو سرکاری بیت الخلاء کی طرح پیسے دے کر استعمال کرتے ہیں، جانوروں میں ایک نر چار مادہ اور ایک مادہ چار نروں سے استفادہ کرتے ہیں، اسی طرح آوارہ اور اللہ کے نافرمان انسان زنا کے ذریعہ

پورے معاشرہ کو گندہ اور ناپاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اولاد ہونے پر ان کو اپنی اولاد نہیں مانتے اور نہ پرورش کی ذمہ داری لیتے ہیں۔

اللہ نے انسانوں کو نکاح کا قانون ونظام دے کر عورت کی بہت بڑی حفاظت فرمادی اور عورت کو پاک دامن رہنے کا موقع عنایت فرمادیا، نکاح کی وجہ سے ایک اجنبی مرد اور ایک اجنبی عورت' میاں بیوی بنتے ہیں اور ان میں محبت پیدا ہوجاتی ہے اور دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں، شوہر بیوی کی محبت میں اپنا مال اس پر لُٹاتا ہے اور بیوی شوہر کی وفادار بن کر اپنی عفت کی پوری حفاظت کرتی ہے اور اس کی خدمت میں بھوکی پیاسی رہنے اور پریشانی میں پوری طرح ساتھ دیتی ہے، اولاد ہونے کے بعد دونوں مل کر محبت کے ساتھ اولاد کی تربیت اور پرورش کرتے ہیں، کچھ بیوقوف اور نادان لوگ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے شیطان کے بہکاوے میں آکر ہومیوسیکس کے تحت مرد مرد کے ساتھ، عورت عورت کے ساتھ میاں بیوی بن کر رہتے ہیں، اور پھر ایڈس کی بیماری میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے ذریعہ نکاح کا قانون ونظام رکھ کر میاں بیوی کے حدود اور حقوق مقرر کر دئے ہیں، عورت' گھر، بچوں اور شوہر کے مال کی محافظ اور نگران بنتی ہے اور مرد گھر سے باہر محنت کر کے مال کماتا ہے اور عورت کو گھر کی رانی کی طرح رکھتا ہے، جو لوگ نکاح نہ کر کے زنا کرتے ہیں، اپنے آپ کو سیکس ورکر کہتے ہیں، ایسے مرد اور عورت میں کوئی محبت پیدا نہیں ہوتی، دونوں تجارت کے طور پر بازاری بن کر کچھ دیر کے لئے ایک دوسرے کی ضرورت پوری کرتے ہیں، پھر علاحدہ ہوجاتے ہیں، مرد نہ عورت کی مصیبت میں مدد کرتا ہے اور نہ عورت مرد کی خدمت کرنے کو تیار رہتی ہے، پھر وہ اجنبی بن جاتے ہیں، جن ملکوں میں آزاد شہوت رانی کی جاتی ہے یا زنا کھلے عام ہوتا ہے؛ وہاں ناجائز اولاد زیادہ پیدا ہوتی ہے، ان کو حکومت پالتی ہے، ایسے بچوں سے عورت اور مرد کو کوئی محبت اور ہمدردی نہیں ہوتی، وہ بچے ماں باپ کی محبت کے بغیر حکومت کے اداروں میں

پرورش پاتے ہیں، نکاح کے ذریعہ مرد عورت سے سکون محبت، خدمت سب کچھ پاتا ہے، اللہ تعالیٰ اگر عورت میں شہوانی جذبات اور ہمدردی ومحبت اور مصیبت برداشت کرنے اور صبر کرنے کی صفات نہ رکھتا تو مرد کہاں سے عورت یعنی بیوی سے فائدہ اٹھا سکتا تھا؟ اس سے سکون کیسے حاصل کرسکتا تھا؟ اپنی اولاد کی پرورش بغیر عورت کے کیسے کرسکتا تھا؟ مرد کو عورت کی اس قربانی اور ایثار کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایک عورت اپنے ماں باپ اور پیدائشی گھر چھوڑ کر اجنبی مرد کے پاس آجاتی ہے اور اس پر اپنی زندگی قربان کردیتی ہے، اس کے برعکس مرد اپنے خاندان اور کنبے کو چھوڑ کر دوسرے انسانوں کے پاس جا کر زندگی گذارنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، یہ اللہ نے عورت کو قربانی کا جذبہ دیا ہے، اس لئے اس نعمت کی قدر کرنا چاہئے اور شادی (نکاح) کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سمجھنا چاہئے اور اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

(اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ سنت کے مطابق نکاح وولیمہ کرے، لڑکی والوں پر ناجائز بوجھ نہ ڈالے، رسوم ورواج سے پاک ہو، میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ دینی احکام کے مطابق حتی الامکان محبت والفت والی زندگی گذاریں، اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر سمجھ کر ایک دوسرے کے تمام حقوق ادا کریں، اختلافات اور لڑائی جھگڑے سے بچیں، غلط فہمیوں کا آپس میں ہی فوراً ازالہ کریں، اولاد کی بہترین دینی ودنیوی پرورش کریں اور ان کے بھی حقوق ادا کریں۔)

اولاد کا ملنا اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نشانی اور عظیم الشان نعمت ہے!

انسانوں میں اگر اولاد کا سلسلہ نہ ہوتا تو انسانوں کی نسل ختم ہوجاتی، اولاد ہونے سے ہر انسان کی نسل دنیا میں چلتی رہتی ہے، اولاد کا ملنا اللہ تعالیٰ کی زبردست نعمت ہے، اللہ تعالیٰ بعض انسانوں کو صرف لڑکے عطا کرتا ہے اور بعض کو صرف لڑکیاں، جن کو لڑکے ہوتے ہیں وہ لڑکیوں کے لئے تڑپتے ہیں اور جن کو لڑکیاں ہوتی ہیں وہ لڑکوں کے لئے

تڑپتے ہیں اور جن کو اولاد ہی نہیں ہوتی اولاد کے لئے ان کی دیوانگی کا جو عالم ہوتا ہے اس سے اس نعمت کا اندازہ لگایئے۔

انسان جب اولاد پر محنت کرتے ہیں تو وہ اولاد ان کے حق میں رحمت بن جاتی ہے اور بوڑھاپے میں ماں باپ کا سہارا بن کر پورا ساتھ دیتی ہے، اور جب محنت نہیں کرتے، ان کا صحیح حق ادا نہیں کرتے تو وہ اولاد ان کے حق میں مصیبت بن جاتی ہے، چنانچہ مغربی مما لک میں زیادہ تر ماں باپ اولڈ ایج ہوم میں پڑے رہتے ہیں، اولاد سال میں ایک دو مرتبہ آ کر مل لیتی ہے، اسلام نے باقاعدہ ماں باپ پر اولاد کے اور اولاد پر ماں باپ کے علاحدہ علاحدہ حقوق مقرر کئے ہیں اور دونوں کو ذمہ دار بنایا ہے اور ماں باپ کو خاص طور پر تاکید کی کہ وہ اور ان کی اولاد دونوں جہنم سے بچنے کی فکر کریں۔

اولاد انسان کے لئے ایسی نعمت ہے جن پر ماں باپ محنت کر کے ان کو خوشبودار پھولوں اور میٹھے پھلوں والا درخت بنا سکتے ہیں، یا کانٹوں والا، بدمزہ اور کیڑوں سے بھرے ہوئے پھلوں والا درخت بنا سکتے ہیں، اللہ کی اس نعمت پر وہ محنت کریں گے تو دنیا میں ان کے ذریعہ خوشبو، اچھائی، نیکی وسچائی اور حق پھیلے گا، اور اگر محنت نہیں کریں گے تو دنیا میں بدبو، برائی، جھوٹ اور باطل پھیلے گا، ماں باپ چاہیں تو ان پر محنت کر کے ان کو نیک جنتی بنا سکتے ہیں، یا غفلت وسستی اور کاہلی سے ان کو برباد کر کے جہنمی بنا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ اولاد کو صرف ممتا کی خواہش پوری کرنے نہیں دیتا ہے بلکہ ان کو اولاد کی شکل میں جو انسان ملتے ہیں ان کو اللہ کا فرمانبردار اور صحیح بندہ بنانے کے لئے دیتا ہے، انسان جب جانوروں کو اپنے پاس رکھ کر پالتا ہے، سرکس میں ہنٹر ماسٹر جنگلی جانوروں پر محنت کر کے ان کو اپنا تابع بناتا ہے، مگر ماں باپ اولاد کو صرف دنیا کی تعلیم سکھا دیتے ہیں اور وہ بڑے ہونے کے بعد اللہ کے باغی اور نافرمان بن کر شرابی، زانی، جواری، چور، ڈاکو، قاتل اور جھوٹے بن جاتے ہیں، اولاد کی وجہ سے دنیا میں فساد اور برائی بھی پھیلتی ہے، اس کے ذمہ دار ماں باپ بھی ہوتے ہیں، اولاد کے ملنے کے بعد اولاد پر صحیح محنت

نہ کرنا کفرانِ نعمت ہوگا۔

ماں باپ چاہیں تو اولاد کو جنتی بنا سکتے ہیں یا چاہیں تو دوزخ کے لئے تیار کر سکتے ہیں، اولاد کو دنیا کی تعلیم کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت، روحانی اخلاق کی تعلیم بھی دلانا ضروری ہے، صرف دنیوی تعلیم دلانے سے وہ صحیح اللہ کے بندے نہیں بنتے۔

جسم کو بول و براز سے پاک رکھنا اللہ کی بڑی نعمت ہے!

اللہ تعالیٰ بے انتہاء پاک ہے اور وہ پاکی کو پسند کرتا ہے، اس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ انسانوں کو جسمانی اور روحانی طریقوں سے پاک رہنے کی تعلیم دی، جسمانی پاکی کے لئے انسان کو بول و براز سے پاک رہنے، کپڑوں کو پاک رکھنے اور غسلِ جنابت کا خاص طریقہ سکھایا، انسان اگر پیشاب پاخانہ کر کے طہارت اور پاکی اختیار نہ کرے اور کھڑے کھڑے طہارت کرے تو اس میں اور جانوروں میں فرق باقی نہ رہے گا، جانور پیشاب پاخانہ کر کے پاکی حاصل نہیں کرتے، کھڑے کھڑے پیشاب پاخانہ کرنے سے ان کے جسم پر غلاظت لگ جاتی ہے اور پیروں پر چھینٹے اچھلتے ہیں، انسان بھی اگر بغیر پانی سے دھوئے کاغذ سے صاف کر لے تو اس کے جسم کو غلاظت لگی رہتی ہے، بول و براز کی بو اس کی عقل کو نقصان پہنچاتی ہے اور عقل کو متاثر کرتی ہے، پیشاب کے قطرے اس کے پیروں پر اڑتے ہیں اور کپڑوں کو بول و براز لگا رہے گا، اس لئے جو لوگ بول و براز سے پاکی حاصل کرتے ہیں باقاعدہ پانی سے جسم کو صاف کرتے ہیں، ان کو روحانی سکون بھی ملتا ہے، میاں بیوی صحبت کرنے کے بعد غسلِ جنابت اور وضو کرتے ہیں، ان کو روحانی سکون ملتا ہے، اس لئے اللہ کے اس بنائے ہوئے پاکی حاصل کرنے کے قانون ونظام پر شکر ادا کیجئے، پاکی اور طہارت کے ساتھ رہنا یہ شکرانے والی زندگی ہوگی، جسم کو پیشاب پاخانہ لگائے پھرنا جانوروں کی صفت اور تہذیب ہوگی، ناپاک رہنا ناشکرا پن ہے۔

☆ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ایسے

آدمی کے پاس سے گذرے جو کوڑھی، اندھا، بہرا اور گونگا تھا، آپؓ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا تمھیں اس آدمی میں اللہ کی کوئی نعمت نظر آ رہی ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں! تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس پر اللہ کی نعمت کیسے نہیں ہے؟ جبکہ یہ آسانی سے پیشاب، پاخانہ کرتا ہے، یہ بھی تو اللہ کی زبردست نعمت ہے، اسے بول و براز رُکنے کا عارضہ نہیں ہے۔

ختنہ کے طریقے کا نظام اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے!

اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ذریعہ انسان کو ختنہ کا طریقہ سکھایا ہے جو ہر پیغمبر سے چلے آ رہا ہے، یہ انسان کے لئے ایک بڑی نعمت ہے، سارے جانوروں کی قدرتی طور پر ماں کے پیٹ سے ختنہ کی ہوئی ہوتی ہے، جس کو انسان گدھے اور گھوڑے کے جسم میں آسانی سے دیکھ سکتا ہے، جس طرح ناخون نہ کاٹنے سے اس میں میل جمع ہو جاتا ہے اور وہ میل غذاء کے ساتھ منہ کے ذریعہ پیٹ میں جا سکتا ہے، اسی طرح پیشاب کے مقام کا زائد چمڑا اگر نہ نکالا جائے تو پیشاب کے قطرے اس میں جمع ہو کر میل کی شکل اختیار کر سکتے ہیں اور اس میں جراثیم پیدا ہو سکتے ہیں؛ جو بعد میں انٹر کورس میں عورت کے رحم میں جا کر کینسر پیدا کر سکتے ہیں، اس لئے ختنہ انسانوں کے لئے صاف ستھرا رہنے اور بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ کی رحمت ہے، اس نظام پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، جانور اپنی ختنہ خود نہیں کر سکتے، اس لئے پیدائشی طور پر ان کی تخلیق ہی اُسی انداز سے اللہ تعالیٰ کرتا ہے، انسان کو اختیار و آزادی دی گئی ہے، آیا وہ اس طریقہ کو اختیار کرتا ہے یا نہیں؟

کچھ چیزیں حرام کرنا اور اخلاق رذیلہ سے روکنا اللہ کی نعمت ہے!

اللہ نے دنیا میں اچھی اور بری دونوں چیزیں امتحان کے لئے رکھی ہیں، بری اور نقصان دینے والی چیزوں کو حرام قرار دیا، مثلاً شراب، زنا، خنزیر کا گوشت، مردار جانور،

جاندار کا خون، چند مخصوص جانوروں کو حلال رکھا، اسی طرح وہ اعمال جس سے انسانوں کی زندگی تباہ و برباد ہوسکتی ہے ان رذیلہ اعمال سے بداخلاقی پیدا ہوسکتی ہے ان سے بھی منع کیا ہے، مثلاً فضول خرچی، جوا، چوری، جھوٹ، چغلی، گالی گلوج، غیبت، بدزبانی فحش کلامی، نام ونمود اور ریا کاری، بے پردگی و بے حیائی، نیم برہنہ یا برہنہ رہنا، قتل وخون، فساد، غارت گری، غرور وتکبر، بے ایمانی، خیانت، دھوکہ بازی وغیرہ، ان چیزوں سے دور رہنے سے انسان بہترین اخلاق والا بن سکتا ہے، فرشتوں سے اونچا ہوسکتا ہے، ہر نیک انسان کو اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے زندگی گذارنے کے لئے عمدہ اخلاق وآداب پیغمبروں کے ذریعہ سکھائے، ان تمام برائیوں سے بچ کر زندگی گذارنا شکرانہ والی زندگی ہوگی، تقویٰ اختیار کرنا شکر والی زندگی ہے۔

پانی کا قطروں کی شکل میں برسنا اللہ کی نشانی، رحمت ونعمت ہے!

ذرا پانی کے برسنے پر غور کیجئے، اللہ تعالیٰ پانی کو بخارات بنا کر جب ہواؤں کے ذریعہ اُڑاتا ہے تو ہوا گرم نہیں ہوجاتی ہے، ورنہ ہر جگہ گرمی ہی گرمی ہوتی، اور جب اوپر لے جاتا ہے تو سورج کی گرمی سے جل کر بخارات ختم نہیں ہوجاتے، اور جب زمین پر برسانا ہو تو قطروں کی شکل میں ایسے برساتا ہے جس سے انسان، جانور، درختوں کو تکلیف نہیں ہوتی، اگر پانی کو یکدم گرادیتا یا دریا، ندی نالوں کے دہانوں کی طرح گرادیتا تو انسانوں کے کھیت، جانور، درخت مکانات، سامانِ زندگی تباہ ہوجاتے، انسان جانور سب مرجاتے، کیا انسان کو اللہ کی یہ قدرت نظر نہیں آرہی ہے؟ یہ اس کی نعمت ہے کہ وہ بارش کو آہستہ آہستہ ہلکے ہلکے باریک دھاروں اور قطروں کی شکل میں برسا کر انسانوں کو آرام اور سہولت سے پانی پہنچا رہا ہے، اس پر اپنے مالک کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اللہ کے وفادار بنے رہنا ہی شکر گذاری ہے، بارش کے برستے وقت اس نظام کو دیکھ کر انسان کیوں اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا؟

میٹھا پانی آسمان سے برسنا اللہ کی بڑی نشانی اور نعمت ہے!

ذرا غور کیجئے! اللہ نے پانی پیدا کیا اور اس پانی کو ہر جاندار کی ضرورت بنا دیا، پانی کو محفوظ رکھنے، سڑھنے سے بچانے کے لئے سمندروں میں کھارا بنا کر رکھتا ہے، مگر انسانوں کو کھارا پانی نہیں پلاتا، اُسے اپنی رحمت سے سمندروں اور تالابوں سے ہواؤں کے ذریعہ بخارات بنا کر اُڑاتا ہے اور بادلوں کی شکل بنا دیتا ہے تو ساری گندگی کڑوے پن کو زمین پر چھوڑ کر خالص پانی کو ہواؤں میں اڑاتا ہے اور میٹھا بنا کر زمین پر برساتا ہے، انسان کے لئے میٹھا پانی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، اگر اللہ پانی کو گندگی اور کھارے پن کے ساتھ ہی برساتا تو انسانوں کی ساری زراعت خراب ہوجاتی، پھلوں، غلوں اور ترکاریوں میں کھارا پن آجاتا، انسانوں، جانوروں کو کھارا پانی ہی پینا پڑتا، غذائیں بدمزا بنتی تھیں، مگر یہ اللہ کی نعمت ہے کہ وہ آسمان سے پانی کو کھارا نہیں بلکہ میٹھا بنا کر برساتا ہے، انسان یا کوئی انسانی حکومت سمندر کے پانی کو سڑھنے سے بچانے کے لئے اس میں نہ نمک ملاسکتی ہے اور نہ سمندر کے پانی کی گندگی اور کھارے پن کو صاف کرسکتی ہے، صرف تھوڑے سے پانی کو صاف کرنے کے لئے کروڑوں روپئے خرچ کرنا پڑتا ہے اور تھوڑے سے پانی کو ٹانکیوں میں چڑھانے کے لئے بہت خرچ کرنا پڑتا ہے، سمندر کے پانی کو ہواؤں میں نہ لیجاسکتی ہے اور نہ بادل بنا کر جہاں چاہے برساسکتی ہے، تالاب بناتی ہے اور جب تالاب ٹوٹتے ہیں تو شہر اور گاؤں کو ڈبو دیتے ہیں۔

آخر انسان اللہ کی اس نعمت پر غور کیوں نہیں کرتا؟ کیا اس کو اس نعمت کے ذریعہ اللہ کا احسان یاد نہیں آتا؟ کیا انسان ہر روز پانی پیتے اور استعمال کرتے وقت اُسے اللہ کی یہ نعمت یاد نہیں آتی؟ آخر وہ اپنے مالک کا شکر گذار بندہ بن کر کیوں نہیں رہتا؟ نعمت استعمال کرکے نعمت دینے والے کو بھول کر زندگی گذارنا ناشکرا پن ہے۔

جب یہ احسان یاد آجائے تو وہ اس کا شکر گذار بندہ بن سکتا ہے، دنیا میں بہت سے

انسان پانی کو استعمال کرتے ہوئے بھی اس احسان پر نظر نہیں رکھتے اور ناشکرے بنے رہتے ہیں، پانی کو ضائع کرنا اور احتیاط سے استعمال نہ کرنا بھی اس نعمت کی ناشکری و ناقدری ہے، اس کا مرنے کے بعد حساب لیا جائے گا، اسلام نے سمندر اور دریا کے پاس بھی پانی کا اسراف کرنے سے منع کیا ہے۔

ابر کا زمین کی کشش سے نہ گرنا اللہ کی ایک بڑی نشانی ونعمت ہے!

زمین میں اللہ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ہوا میں اُڑنے والی ہر چیز کو اپنی کشش سے نیچے کھینچتی ہے، اللہ تعالیٰ پانی کو ہوا سے وزنی بنایا اور ہوا معمولی تنکے کو بھی نہیں سنبھالتی، زمین کی کشش سے نیچے گرادیتی ہے، اللہ کی قدرت کا کمال دیکھئے کہ پانی کو جب وہ بخارات بناتا ہے تو پانی کے یہ بخارات ہوا سے زیادہ ہلکے ہوجاتے ہیں اور ابر کی شکل اختیار کرلیتے ہیں، ایک ابر میں تین لاکھ ٹن پانی ہوتا ہے، ہوا ان کو اُڑائے لئے سال بھر پھرتی رہتی ہے، مگر بادل اللہ کی مرضی اور حکم کے بغیر زمین پر نہیں برستے، بادلوں میں بخارات برف بن کر اولوں کی شکل میں بھی رہتے ہیں، مگر جب زمین پر برستے ہیں تو یہ برف روئی کے گالوں کی طرح برستا ہے، برف کے بڑے بڑے ڈھیلے نہیں گرتے، بادل زمین سے کچھ اوپر ہی فاصلے پر ہوتے ہیں، مگر زمین کی قوت کشش ان بادلوں کو نہیں کھینچتی، جبکہ معمولی تنکے کو بھی کھینچ لیتی ہے، بادل کا پانی ایک ایک چھوٹے تالاب کے برابر ہوتا ہے، پھر زمین کی قوت کشش ان پر اپنا اثر کیوں نہیں ڈالتی؟ یہ اللہ کا عجیب و غریب نظام ہے، وہ جب تک چاہے بادلوں کو ہواؤں میں اڑائے رکھتا ہے اور جس وقت برسنے کا حکم دیتا ہے تو زمین پر برستا ہے، برسات کا نظام جانداروں کے لئے زبردست نعمت ہے، دنیا کی انسانی حکومت یہ انتظام نہیں کرسکتی، انسان کو یہ نعمت ہوا کے بعد دنیا کے ہر حصہ میں آسانی سے ملتی ہے، پھر بھی انسان اللہ کا ہی باغی بنا رہتا ہے، جب اللہ تعالیٰ بارش روک لیتا ہے تو انسان کو پانی کی قدر کا احساس ہوتا ہے، وہ بار بار آسمان کی

طرف دیکھتا رہتا ہے، قحط زدہ علاقوں میں ایک ایک بوند پانی کے لئے ترستا ہے، اس کے جانور اور زراعت سب کچھ ختم ہوجاتے ہیں، جب موسلا دھار بارش ہوتی ہے تو سیلاب آجاتا ہے اور اس کے گھر گر جاتے ہیں، آہستہ آہستہ باریک قطروں اور دھاروں کی شکل میں پانی کا برسنا اللہ کی نعمت ہی نعمت ہے۔

آخر انسان اللہ کی اس قدرت، نشانی اور نعمت پر غور کیوں نہیں کرتا؟ کیا اس کو اس نعمت کے ذریعہ اللہ کا احسان یاد نہیں آتا؟ جب یہ احسان یاد آجائے تو وہ اس کا شکر گذار بندہ بن سکتا ہے، دنیا میں بہت سے انسان اللہ کی اس قدرت کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے احسان اور نعمت پر نظر نہیں رکھتے، ناشکرے بنے رہتے ہیں، اس کے شکر گذار بننے کے لئے اس کو ایک اور اکیلا ماننا اور اس کی غلامی کرنا ہوگا۔

سمندر، دریا، ندی نالے کا قدرتی طور پر بننا اللہ کی بڑی نعمت ہیں!

دنیا میں جتنے سمندر، دریا، ندی و نالے ہیں ان کو انسان زمین کھود کر نہیں بنایا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود پانی کو محفوظ کرنے کے لئے دریا، ندی، وادیاں اور سمندر بنائے، جس کی وجہ سے زمین پر پانی کی بڑی مقدار موجود ہے، یہ اللہ کی رحمت اور نعمت ہے کہ دریا، ندی، نالوں کے ذریعہ زمین کو سیراب کرتا، انسان کی ضرورت کے لئے پانی کو بغیر جذب کئے تالابوں میں محفوظ رکھتا اور فاضل پانی کو شہروں کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے سمندروں میں منتقل کرتا ہے، کیا انسان کو یہ نعمت نظر نہیں آتی؟ آخر وہ اس نعمت کو دیکھتے ہوئے کیوں ناشکرا بنا ہوا ہے؟ اگر سمندر نہ ہوتے، تالاب نہ ہوتے، دریا، ندی، نالے نہ ہوتے تو وہ برسات کا پانی کہاں اور کیسے محفوظ رکھتا؟ اور کیسے اپنے اپنے شہروں تک لاتا، اس کو میٹھا پانی بنانے کہاں سے دولت لاتا؟ انسان کو اللہ کی اس نعمت پر غور کر کے شکرانہ ادا کرنے کے لئے اللہ کا فرمانبردار بندہ بن کر رہنا چاہئے، اللہ انسانوں ہی کے لئے بہت بڑے پیمانے پر پانی کا ذخیرہ بنا کر محفوظ کیا، اس سے انسان کو آسانی سے یہ نعمت مل رہی ہے۔

میٹھے پانی کا برف کی شکل میں پہاڑوں پر محفوظ رہنا اللہ کی بڑی نشانی ونعمت ہے!

اللہ تعالیٰ پانی کو بخارات کے ساتھ میٹھے پانی کا برف بنا کر آسمانوں پر رکھتا ہے، پھر اس برف کو آسمان سے روئی کے گالوں کی طرح برسا کر میٹھے پانی کو پہاڑوں پر برف کی شکل میں محفوظ رکھتا ہے اور آہستہ آہستہ اس برف کو پگھلا کر دریاؤں، ندیوں کے ذریعہ میٹھا پانی انسانوں کو پینے اور زراعت کے لئے عطا فرماتا ہے، آخر انسان اللہ کی اس قدرت پر غور کیوں نہیں کرتا؟ کیا اس کو یہ نعمت نظر نہیں آتی؟ اگر غور کرے گا تو وہ اس نعمت کے ملنے پر اللہ کا شکر بجالائے گا، اور وفادار بندہ بنے گا، پانی کو برف کی شکل دے کر پہاڑوں پر جمائے رکھنا یہ کسی انسانی حکومت کی طاقت نہیں اور سمندروں کے پانی کو خراب ہونے سے بچانا انسان کی طاقت سے باہر ہے، پھر اس کو میٹھا بنانا یہ بھی اس کے اختیار میں نہیں، برف کو پہاڑوں پر محفوظ رکھنے سے سال بھر انسان کو ندیوں کے ذریعہ میٹھا پانی ملتا رہتا ہے، پہاڑوں سے آنے والا پانی اپنے ساتھ فاسفورس اور پوٹاشیم کو لے کر آتا ہے اور زمین کو زرخیز بنا کر پیداوار کے قابل بنا دیتا ہے، میٹھا پانی ملنا کیا یہ اللہ کی نعمت نہیں ہے؟ آخر میٹھا پانی پیتے وقت اُسے اللہ کیوں یاد نہیں آتا؟

پانی اللہ کی بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے

اللہ نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا، یہ اللہ کی جانداروں کے لئے بہت بڑی نعمت اور بڑا احسان ہے، تمام جاندار، نباتات وغیرہ پانی ہی سے پیدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ پانی سے جانداروں کا نطفہ بنا کر پیدا کرتا ہے، پانی کے قطروں سے پرندوں کے پیٹ میں انڈے بناتا ہے، پانی ہی سے درخت، پودے، بیج کے اندر سے زندہ نکلتے ہیں، پانی ہی سے جانداروں کی پیاس بجھاتا ہے، پانی ہی سے جانداروں کی غذائیں تیار ہوتی ہیں، درختوں پر غلہ،

اناج، ترکاریاں، پھل، پھلاری پیدا کرتا ہے، پانی ہی سے جانوروں کے لئے گھاس اور پتے پیدا کرتا ہے، پانی سے انسان جسم کی صفائی کرتا ہے، گندگی دور کرتا ہے، پاک وصاف بنتا ہے، پانی ہی سے زراعت کرتا ہے، جانوروں کو پالتا ہے، پانی ہی سے گھر بناتا ہے، اللہ تعالیٰ پانی سے انسانوں کے لئے لباس (کپاس) پیدا کرتا ہے، انسانوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے درختوں سے لکڑی دیتا ہے، جس سے انسان بہت ساری اشیاء اپنی کام کی بنالیتا ہے، پھولوں کے پانی (رس) کے ذریعہ شہد کی مکھیوں سے انسانوں کے لئے شہد عطا کرتا ہے، پانی ہی سے انسانوں کو شوگر کین (گنّا) عطا کرتا ہے، درختوں کی چھال دھان کے بھوسے اور پٹ سن سے کاغذ عطا کرتا ہے۔

☆ مختلف پودوں سے جڑی بوٹی عطا کرتا ہے، پانی سے نمک عطا کرتا ہے، پانی پر جہاز کو سنبھالے رکھتا ہے، انسانوں کو پانی گرم اور ٹھنڈا کر کے استعمال کرنے کی صلاحیت دی ہے، جانداروں کے جسموں اور زمین کے بڑے حصوں میں پانی رکھا، پانی میں انسانوں کے لئے تازہ غذاء محفوظ رکھتا ہے، زمین کو پانی ہی سے دوبارہ زندہ کرتا ہے، مردہ درختوں میں جان پیدا کرتا ہے، جب انسان اللہ کا نافرمان اور باغی بنتا ہے تو اسی نعمت سے سیلاب، طغیانی اور طوفان لاکر پٹائی کرتا ہے، جہاز کو سمندر میں ڈبو دیتا ہے اور سمندر کو سونامی کے ذریعہ زمین پر لاتا ہے، اس لئے پانی کی اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا اور اللہ کے فرمانبردار بننا چاہئے۔

انسان کے ساتھ پانی کا موجود ہونا اللہ کی نشانی وعظیم نعمت ہے!

بہت سے جانور گڑھوں میں ٹھہرا ہوا یا موریوں میں بہتا ہوا پانی پیتے ہیں، وہ ہر وقت صاف اور میٹھا پانی نہیں پی سکتے اور نہ پانی کو اپنے رہنے کے مقام پر لا کر رکھ سکتے ہیں، رات میں پیاس لگے تو پیاسے ہی رہتے ہیں، اندھیرے میں تالاب نہیں جاسکتے، پانی پینے یا نہانے کے لئے ان کو تالابوں، ندی، دریا یا سمندروں کے قریب جانا پڑتا ہے، جہاں ہر وقت ان کو اپنی جان کا خطرہ رہتا ہے، مگر اللہ نے انسانوں کے لئے یہ سہولت عطا

فرمادی کہ وہ اللہ کی دی ہوئی صلاحیت سے پانی کو اپنے گھر تک لاسکتا ہے اور میٹھا پانی گھڑے، صراحی اور برتن میں بھر کر محفوظ رکھ سکتا ہے، رات کو پیاس لگے تو اُسے گھر سے باہر جا کر تالاب اور ندی یا سمندر تک جا کر پانی لانے کی ضرورت نہیں پڑتی، گھر پر ہی اُسے محفوظ حالت میں پانی مل جاتا ہے، وہ آرام سے ٹھنڈا، میٹھا اور صاف پانی پیتا ہے، تمام جانور پانی کے قریب منہ لے جا کر پانی پیتے ہیں، چونچ سے چوس کر یا زبان سے چاٹ کر پیتے ہیں، مگر انسان جانوروں کی طرح نہیں پیتا بلکہ پانی کو اپنے منہ کے قریب لا کر پیتا ہے، آخر انسان اللہ کے بنائے ہوئے اس پرورش کے نظام پر غور کیوں نہیں کرتا؟ اللہ اُسے موریوں، نالیوں یا گڑھوں میں ٹھہرا ہوا گندہ وناپاک پانی نہیں پلا رہا ہے، آخر پانی کو اتنی سہولت اور آرام کے ساتھ پینے کے باوجود وہ کیوں اللہ کا شکرادا نہیں کرتا؟ کیا اُسے اللہ کی یہ نعمت سمجھ میں نہیں آرہی ہے؟ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو پانی پی کر باقاعدہ اللہ کا شکرادا کرنے کی تعلیم دی ہے۔

ہریالی، گھاس اور پتہ کو اللہ براہ راست نہیں کھلاتا!

زمین پر اللہ تعالیٰ بہت سے ایسے پودے اور درخت پیدا کرتا ہے جو انسان ان کو براہ راست نہیں کھا سکتا، جیسے گھاس، پیپل کا پتہ اور دوسرے درختوں کے پتے، کانٹے دار جھاڑیاں، اللہ تعالیٰ گھاس، پیپل کا پتہ اور دوسرے درختوں کے پتے، کانٹی دار جھاڑیوں کو اونٹ، نیل گائے، بکرا، گائے، بیل، بھینس، ہرن، مور کو کھلا کر ان سے دودھ، انڈے، گوشت انسانوں کو عطا فرماتا ہے، جس کی وجہ سے انسان گھاس اور پتوں اور کانٹے دار جھاڑیوں کے تمام وٹامن بالواسطہ ان جانوروں کے ذریعہ کھاتا ہے اور اس کے جسم کو طاقت وتوانائی ملتی ہے۔

کیا انسانوں کو اللہ کی یہ قدرت سمجھ میں نہیں آتی؟ کیا وہ اس نعمت پر شکرادا نہیں کرسکتا؟ اگر اللہ تعالیٰ گھاس اور پتے بلاواسطہ کھانے کا نظام رکھتا تب بھی اُسے کھانا پڑتا،

مگر اس کو نہ غذاؤں کا مزہ آتا اور نہ وہ بلا واسطہ کھا سکتا تھا، اس لئے اس نعمت پر شکر ادا کیجئے اور اس کے شکر گذار بندے بن جایئے۔

نیند تمام جانداروں کے لئے اللہ کی بڑی نشانی اور عظیم نعمت ہے!

نیند اللہ کی نعمتوں میں سے انسانوں کے لئے ایک زبردست نعمت ہے، نیند کی وجہ سے انسان اپنی پوری تھکان ختم کرسکتا ہے اور پھر تازہ دم ہوکر بیدار ہوتا ہے، نیند میں بھول کی وجہ سے اس کے غم آہستہ آہستہ ہلکے ہوجاتے ہیں، اگر اللہ نیند جیسی نعمت نہ رکھتا تو اس کو بس محنت ہی محنت کرتے رہنا پڑتا، اللہ نے رات پیدا کرکے اس کے لئے نیند کا ماحول بنایا ہے اور یہ نعمت عطا فرمایا ہے اور رات کے ذریعہ نیند دے کر سکون عطا فرمایا ہے، جس انسان کو نیند نہیں آتی یا کم آتی ہے ان سے اس نعمت کی قدر پوچھئے، انسان ہر روز نیند کے ذریعہ سکون وراحت اور آرام لینے کے باوجود اس نعمت پر غور کیوں نہیں کرتا؟ اور نیند سے بیدار ہونے کے بعد اللہ کا شکر ادا کیوں نہیں کرتا؟ انسان نیند کے لئے نیند کی گولیاں استعمال کرتا ہے، اس سے اس کے دماغ میں بھولنے کی بیماری پیدا ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہر چند گھنٹوں بعد انسان پر خود بخود نیند طاری کردیتا ہے، آخر اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے باوجود اس کی نگاہ میں یہ نعمتیں کیوں نہیں ہوتی، وہ نعمتوں پر نظر کیوں نہیں رکھتا؟ غافل کیوں بنا رہتا ہے؟ نیند مکمل لینے سے اس کا بی پی نارمل رہتا ہے۔

انسان اللہ کے اس بنائے ہوئے نظام پر غور کرے کہ جب وہ سو جاتا ہے تو پھیپھڑے برابر اپنا کام کرتے رہتے ہیں، اور حالت نیند میں تنفس کا نظام برابر جاری رہتا ہے؛ جس کی وجہ سے دورانِ خون پورے جسم میں دوڑتا رہتا ہے، اگر ناک بند ہوجائے تو انسان منہ سے سانس لیتا ہے، ماں کے پیٹ میں پانچ مہینے مکمل ہوتے ہی ناف کے راستے سے سانس لینا شروع کردیتا ہے، پھر دنیا میں آکر پھیپھڑوں کی مدد سے سانس لیتا ہے، اللہ نے جانداروں میں سانس لینے کے لئے کوئی مشین نہیں لگائی، بلکہ وہ اللہ کی

قدرت سے اپنی عمر مکمل ہونے تک برابر سانس لیتے رہتے ہیں، پھر سانس میں تمام خراب گیاسیس کو چھوڑ کر صرف آکسیجن لیتے ہیں، اور جب مرنے کا وقت آتا ہے تو ہوا میں ہوتے ہوئے خود بخود سانس لینا بند ہوجاتا ہے، سوتی جاگتی حالت میں انسان کے سانس کا مسلسل جاری رہنا یہ اللہ کی عظیم الشان نعمت ہے، دماغ بھی نیند کی حالت میں بیدار رہتا ہے، اگر کوئی کیڑا جسم پر چڑھ جائے تو حالت نیند میں دماغ ہاتھ کو حرکت دے کر اُسے ہٹاتا ہے، ذرا سوچیئے اللہ نے کیسی حفاظت کا انتظام کیا ہے، انسان جو کچھ کھاتا ہے اُسے ہضم کرانا یا نہ کرانا انسان کے اختیار میں نہیں، اللہ اپنی قدرت سے ہضم کروا کر اس کے مادّے کو پورے جسم میں تقسیم کرتا ہے، اور ناکارہ غذاء باہر خارج کرواتا ہے، کیا انسان اللہ کے ان احسانات کو نہیں جانتا؟

اگر اللہ نیند کی نعمت نہ رکھتا تو انسان کو رات میں مزید تین وقت کا کھانا کھانا پڑتا، نیند کے ذریعہ جسم کے چند اعضاء کو سلا دیتا ہے مگر چند اعضاء مثلاً دماغ، گردے، کان، دل کی حرکت، پھیپھڑے اور دورانِ خون کو نہیں سلاتا، یہ اعضاء رات میں بھی ہوشیار و بیدار رہتے ہیں اور اپنا کام مسلسل مرنے تک کرتے رہتے ہیں، اگر دل حرکت بند کر کے سو جائے تو پھر انسان اس دنیا سے چلا جاتا ہے، اس لئے اُسے اللہ کے اس نظام پر غور کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا اور شکر گذار بنا رہنا چاہئے، بہت سے لوگ حالتِ نیند ہی میں مرجاتے ہیں؛ پھر جاگ نہیں سکتے، اس لئے اسلام نے نیند سے بیدار ہوتے ہی اللہ کا شکر ادا کرنے کی تعلیم دی۔

عورتوں کے لئے پردہ کا نظام اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے!

عورتوں کے لئے پردہ اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، اللہ نے انسان کو جانوروں کی طرح زندگی گذارنے سے الگ رکھا اور ان کے مردوں اور عورتوں میں پردہ کے احکام دئے، عورت جب بے پردہ بن کر مردوں کے درمیان آتی ہے تو مرد اور عورت ایک

دوسرے سے باتوں میں یا آنکھوں سے گھور کر مزے لیتے ہیں، مرد عام طور پر عورتوں کی چال، بال، چہرے، آواز اور جسم کی بناوٹ اور جسم کے ابھرے ہوئے حصوں سے مزے لیتا ہے، املی جب تک چھلکے میں ہوتی ہے کسی کے منہ میں پانی نہیں آتا، جب چھلکا نکال دیا جاتا ہے تو انسان اگر بخار میں بھی مبتلا ہو تو اس کے منہ میں پانی آجاتا ہے، یہی حال انسانوں میں مرد اور عورت کا ہے، عورتوں کو پردے کا حکم دے کر اللہ نے ان کی عصمت کی حفاظت کا عمدہ انتظام فرمایا اور انسانی معاشرہ کو جانوروں کا معاشرہ بننے سے دور کر دیا، جانور ایک میدان میں ان کے نر اور مادہ مل جل کر بیٹھتے ہیں، انسانوں کے لئے پردہ اللہ کی نعمت اور احسان ہے، اس پر عورت کو شکر ادا کرنا چاہئے اور مرد حضرات کو ان کی ماں، بہن، بیوی اور بیٹیوں کی حفاظت کے انتظام پر اللہ کا شکر گذار بنے رہنا چاہئے، انسان کو جب کوئی عمدہ بات اور طریقہ سمجھایا جاتا ہے تو ہر عقلمند اس کو قبول کرتا ہے، کیا پردہ عورت کے لئے عمدہ طریقہ، حکم اور نظام و قانون نظر نہیں آرہا ہے؟

انسانوں کے لئے لباس اللہ کی بڑی نشانی اور عظیم نعمت ہے!

لباس بھی اللہ کی انسانوں کے لئے بہت بڑی نعمت ہے، دنیا میں دوسری مخلوقات کو لباس نہیں دیا گیا، ان کے جسم کے مختلف حصہ اور شرمگاہیں کھلی رہتی ہیں، اللہ نے انسانوں کو لباس جیسی نعمت دے کر ان پر احسان فرمایا، لباس کی وجہ سے انسان میں شرم وحیاء پیدا ہوتی ہے، خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کے قابل شرم اعضاء کی حفاظت و پردہ ہوتا ہے، عورتیں ننگی رہنے سے انسانوں میں سیکس ابھرتا ہے، لباس اگر نہ ہوتا تو ہر شخص کی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی پوری دنیا کے سامنے بے حیاء و بے شرم بن کر رہتے اور زنا کی آسانی ہو جاتی، انسانی معاشرہ جنگلی معاشرہ بن جاتا، شیطان انسان کو کم سے کم لباس کا عادی بنا کر بے حیاء اور بے شرم بناتا ہے اور زنا کو عام کرنا چاہتا ہے، جو لوگ لباس پہن کر بھی ننگے رہتے ہیں، جسم کی نمائش کرتے ہیں، غرور وتکبر کر کے غریبوں کو نیچا دکھاتے ہیں، وہ لباس

کا شکرانہ ادانہیں کرتے ،لباس کی نعمت پر کفرانِ نعمت کرتے ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ کپاس سے دھاگا بنانے کی صنعت کا علم نہ دیتا تو انسان لباس کیسے بنا سکتا تھا؟ اسے کاغذ یا پتے باندھ کر رہنا پڑتا تھا،مگر لباس کی سہولت ہوجانے کے باوجود بہت سے انسان لباس پہن کر بھی ننگے رہتے ہیں اور ناشکرے بنے رہتے ہیں، اللہ نے لباس میں بھی گرمی اور سردی کے لباس علاحدہ علاحدہ بنانے کی توفیق انسان کو دی،لباس اس کی زینت میں اضافہ کرتا ہے،جسم کے عیب چھپتے ہیں اور لباس سے انسان مہذب بھی نظر آتا ہے، یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں،ان پر اللہ کا شکر گذار بنا رہنا صحیح بندگی ہے۔

تیز رفتار سواریاں انسان کو عطا کرنا بھی اللہ کی عظیم نعمت ہے!

پچھلے زمانوں میں انسان گھوڑا، اونٹ، ہاتھی، گدھوں پر سفر کرتے تھے، اللہ نے انسانی سائنس دانوں کے علم میں ترقی دے کر تیز رفتار سواریاں ایجاد کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی،جس کی وجہ سے انسان ریل،موٹر،موٹر سائیکل، پانی کا جہاز، ہیلی کاپٹر، ہوائی جہاز میں میلوں کا سفر کم وقت میں طے کر رہا ہے،اور اس کو اپنا سامانِ تجارت ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچانے میں آسانی پیدا ہوگئی،پچھلے زمانوں میں اونٹ یا گھوڑے پر ایک دو آدمی سے زیادہ سفر نہیں کر سکتے تھے،اور سفر میں کافی دن لگ جاتے تھے،راستوں میں لوٹ مار،ڈاکہ زنی ہوتی تھی،سردی وگرمی اور برسات سے بچنے کا سامان نہیں رہتا تھا، اب تیز رفتار ریل میں ہزار، ڈیڑھ ہزار آدمی سفر کر رہے ہیں،کم وقت میں سفر کر رہے ہیں ہر طرح کا آرام مل رہا ہے،اگر یہ سواریاں نہ ہوتیں تو انسان کو پیدل یا جانوروں پر مہینوں سفر کرنا پڑتا تھا،چور ڈاکو ان کو لوٹ لیتے تھے،اب خطرات بہت کم ہو چکے ہیں۔

ذرا غور کرو ان تمام سواریوں میں لوہا،لکڑی،آئینہ،پلاٹینم ،ٹائٹینیم ،پٹرول،ڈیزل،ہوا، پانی، ربر، گیاس وغیرہ استعمال ہوتے ہیں،ان سب چیزوں کو پیدا کرنے والا اور ان سے گاڑیاں اور دوسری چیزیں بنانے کی صلاحیت کا دینے والا اکیلا اللہ تعالیٰ ہے، کیا انسان کو یہ

سب نعمتیں سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں؟ آخر وہ ان گاڑیوں کو استعمال کرتے وقت اللہ کی ان نعمتوں پر غور کیوں نہیں کر رہا ہے؟ کیوں غفلت کے ساتھ گاڑیوں کو استعمال کر رہا ہے؟ ان کے ملنے پر مخلوق کا شکریہ ادا کرتا، مگر اصل مالک سے غافل بنا رہتا ہے، اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا، ان گاڑیوں کو چلانے انسان کے قابو میں رکھنے کے لئے اللہ کا حکم چاہئے ورنہ یہ گاڑیاں حادثوں کا شکار ہو جاتی ہیں، آخر پٹرول میں ایندھن پیدا کرنے صلاحیت کس نے رکھی؟ لوہے کو ہر طرح سے نرم کر کے موڑنے کی صلاحیت کس نے دی؟ پھر طرح طرح کی تیز رفتار سواریاں بنانے اور ہوائی جہاز کو ہوا میں اُڑاتے ہوئے تیز ہوا سے محفوظ رہنے کا علم کس نے دیا؟ ہوا کو وزنی ہوائی جہاز سنبھالے رکھنے کی ہدایت کس نے دی؟ کیا انسان ان تمام چیزوں پر غور نہیں کر سکتا؟ وہ کیوں اپنے دماغ کو صحیح استعمال نہیں کر رہا ہے؟ اور کیوں غفلت کے ساتھ ان سواریوں کو استعمال کر رہا ہے؟ اسلام نے سواریوں کو استعمال کرتے وقت اللہ کا شکر ادا کرنے اور اس کو قابو میں رکھنے کی دعاء سکھائی؛ تاکہ انسان کی نظر اللہ پر رہے۔

جانوروں کا گوشت، دودھ، انڈے، کھال اور بال انسان کے لئے اللہ کی بڑی نشانیاں اور عظیم نعمتیں ہیں!

ذرا غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ دودھ جانوروں کے جسموں سے گوبر اور خون کے درمیان سے نکالتا ہے، اور دودھ بول و براز کے قریب سے نکالتا ہے، مگر پھر بھی اتنا پاک وصاف اور عمدہ ہوتا ہے کہ انسان کا بچہ اُسے شوق سے پیتا ہے، دودھ میں ذرا سا بھی گوبر اور خون نہیں آتا ہے اور نہ ہی ذرہ برابر اس کی بو دودھ میں آتی ہے، اللہ اگر چاہتا تو جن جانوروں کا دودھ انسان پیتا ہے، اس کو اتنا ہی نکالتا جتنا ان کے بچوں کی ضرورت ہوتی ہے، جس طرح ہرن، ہاتھی، گھوڑا، شیر اور ببر وغیرہ کی ماداؤں کے دودھ کی مقدار ہوتی ہے، بھینس، گائے، بکری، اونٹ کے جسم سے دودھ کی مقدار بہت زیادہ کیوں نکلتی ہے؟ کیا انسان کو اللہ کا یہ پالنے کا نظام سمجھ میں نہیں آتا؟ کیا انسان ہر روز دودھ استعمال کرتے ہوئے بھی

اللہ کی اس نعمت سے غافل ہی غافل بنا رہے گا، اللہ کی اس نعمت کو کیوں نہیں سمجھ رہا ہے۔

دودھ سے مختلف چیزیں نکالتا ہے، دودھ سے مختلف میٹھے بناتا ہے، دودھ کو ہر روز ضیافت میں استعمال کرتا ہے، اپنے بچوں کو اسی سے پالتا ہے، پھر بھی اللہ کی اس نعمت پر شکر ادا کیوں نہیں کرتا؟ جانور کے بچے دودھ تو صرف بچپن ہی میں پیتے ہیں، مگر انسان زندگی بھر شکل بدل بدل کر پیتا رہتا ہے، اُس پر اس احسان ونعمت کا شکر لازم ہے، ذرا سوچئے اللہ انسان کی کیسے کیسے ضیافت کر رہا ہے۔

انسانی غذاؤں کے جانور باوجود ہر روز کھانے کے کثرت سے نظر آنا اللہ کی نعمت ہے!

اسی طرح ہر پرندہ دو تین چار سے زیادہ انڈے نہیں دیتا، مرغی زیادہ انڈے کیوں دیتی ہے؟ جانوروں میں خنزیر، بلی اور کتے کو ایک وقت میں چار چار چھ چھ بچے پیدا ہوتے ہیں، بکری، اونٹ، گائے اور بھینس کو ایک یا زیادہ سے زیادہ دو بچے پیدا ہوتے ہیں، انسان ان مختلف جانوروں کو دنیا کے ہر حصہ میں ہر روز کھاتا ہے، اس کے باوجود دیہاتوں میں یہ جانور کثرت سے نظر آتے ہیں، کتا، بلی اور خنزیر اتنے نظر نہیں آتے، مرغیاں تو ہر روز خوب کھائی جاتی ہیں، مگر کبھی کم نہیں ہوتیں، انسان کو اللہ کی ان نعمتوں پر غور کرتے رہنا چاہئے، غفلت کے ساتھ دودھ، انڈے اور گوشت کھا کر اپنے مالک کو نہیں بھولنا چاہئے، جو لوگ مالک کا کھا کر مالک کو بھول کر مخلوق کے شکر گذار بنتے ہیں وہ ایماندار نہیں کہلاتے، ان کو تو صرف اپنے مالک کا شکر ادا کرنا چاہئے اور نعمتوں کے ملنے پر اسی کی غلامی کرنا چاہئے، اگر آپ کی اولاد، آپ کا نوکر آپ کا کھا کر آپ کی چیزوں کو استعمال کر کے آپ کو اپنا باپ یا مالک نہ مانے اور دوسروں کو باپ یا مالک مانے یا دوسروں کا شکر ادا کرے، تو کیا آپ اس اولاد اور نوکر کو برداشت کریں گے؟ نہیں! مگر اللہ انسانوں کی ناشکری پر ان کو سنبھلنے کا موقع دے کر توبہ کا دروازہ کھلا رکھتا ہے اور انسان پر رحم کرنا چاہتا ہے، یہ اس کا احسان ہے۔

انسان کو دانت عطا کرنا اللہ کی نشانی اور بڑی نعمت ہے!

جو پرندے چونچ والے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دانت نہیں دیا، وہ اپنی غذاء کو چونچ میں لے کر بغیر چبائے سیدھا معدے میں اتار لیتے ہیں، وہ غذا کا مزا حاصل نہیں کر سکتے، صرف پیٹ کی بھوک مٹا لیتے ہیں، مگر اللہ نے انسان کو با قاعدہ دانت دیا، انسان دانتوں سے غذاء چبا کر غذاؤں کی لذت حاصل کرتا ہے، پھر معدے میں اتارتا ہے، یہاں تک کہ جتنے مشروبات پیتا ہے ان کا بھی مزا حاصل کرتے ہوئے پیتا ہے، کبوتر، مرغی جو دانا کھاتے ہیں وہ سیدھا معدے میں اتار کر خوب پانی پی لیتے ہیں، وہ غذا ان کے پپوٹے میں ہضم ہو کر جسم میں جاتی ہے، مگر اللہ انسانوں کو غذاؤں کا مزا لیتے ہوئے کھانے کا نظام رکھا، آخر انسانوں کو غذائیں کھاتے وقت اللہ کیوں یاد نہیں آتا؟ اور اللہ کی اس نعمت کا احساس کیوں نہیں ہوتا؟ آخر وہ غافل بن کر کیوں اللہ کی نعمتیں استعمال کر رہا ہے؟ اُسے تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے ہر دانے پر اپنے مالک کو یاد کرتے ہوئے غذاء کھانا چاہئے اور شکر گذار بندہ بننا چاہئے، دانت کی وجہ سے انسان کے چہرے پر حسن وخوبصورتی باقی رہتی ہے، آواز صاف اور میٹھی سمجھ میں آسکتی ہے، جن لوگوں کو دانت نہیں ہوتے ان کو پرندوں کی طرح غذاء بغیر چبائے نگل لینا پڑتا ہے، ان کو غذاء کی لذت نہیں ملتی، اس لئے دانت منہ میں باقی رہنے پر ہر روز اللہ کا شکر ادا کیجئے۔

انسان کو مختلف غذائیں مختلف طریقوں سے استعمال کرنے کی صلاحیت دینا یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے!

اللہ نے دنیا میں بہت سے جاندار ایسے پیدا کئے ہیں جو صرف گوشت کھاتے ہیں، پتے اور دانہ نہیں کھا سکتے، گوشت کو مختلف طریقوں سے نہیں کھا سکتے، جو پتے اور گھاس کھاتے ہیں وہ گوشت کو منہ نہیں لگاتے، پتوں کو مرچ مسالے لگا کر نہیں کھا سکتے، جو پھل

کھاتے ہیں وہ گوشت، انڈے نہیں کھا سکتے، نہ پھلوں کے مشروبات بنا کر پی سکتے ہیں، کچھ جانور ایسے ہیں جو بغیر پکا ہوا اناج، دانہ کھاتے ہیں، ان کو کسی ترکاری اور گوشت میں ملا کر نہیں کھا سکتے، مگر اللہ نے انسانوں کو مختلف غذائیں، ترکاری، گوشت، انڈے، دودھ کو مختلف طریقوں سے بنا کر مختلف انداز میں کھانے کی صلاحیت دے کر غذاؤں کے مزے الگ الگ عطا فرماتا ہے، چنانچہ انسان گوشت کو کئی طریقوں سے پکاتا ہے، دودھ سے کئی چیزیں نکال کر مزا لیتا ہے، چاول، گیہوں کے دانوں کو کئی طریقوں سے استعمال کرتا ہے، ترکاریوں کو الگ الگ انداز سے پکا کر مختلف مزے لے کر کھاتا ہے، اور پھلوں سے میٹھے بناتا ہے، مشروبات بناتا ہے، یہ سب مزے دار غذائیں مختلف طریقوں سے بنا کر کھانے کے باوجود اللہ کا ناشکرا بنا رہنا یہ کفرانِ نعمت ہے، شکر گذار بننے کے لئے اللہ کو اکیلا مان کر اس کی اطاعت و غلامی اور بندگی کرنا ہوگا، اللہ کا کھا کر مخلوق کا شکر ادا کرنا بے ایمانی ہے۔

جانور کو ذبح کر کے حلال کرنے کا طریقہ اللہ کی بڑی نعمت ہے!

اللہ نے بعض جانور جو انسان کے جسم کے لئے فائدہ مند ہیں انہیں حلال کر کے کھانے کے لئے ذبح کرنے کا عمدہ طریقہ سکھایا، صحیح طریقے سے ذبح کرنے سے جانوروں کو تکلیف نہیں ہوتی، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ جانوروں پر ظلم ہے کہ انسان ایک جاندار کی جان نکال کر اس کو کھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ دنیا میں جو جانور پیدا کئے ان میں گوشت کھانے والے جانور بھی رکھے ہیں، ان کی غذا ہی گوشت ہے، یہ ظلم نہیں بلکہ ان کے معدے اور جسم کے لحاظ سے ان کی غذاء رکھی گئی ہے، سمندروں میں رہنے والے جانور بھی دانہ اور گھاس نہیں کھاتے بلکہ سمندر ہی سے دوسرے جانوروں کو غذاء بنا کر کھا لیتے ہیں، خشکی پر جو جانور گھاس کھاتے یا گوشت کھاتے ہیں ان دونوں کے منہ میں اللہ نے دانت الگ الگ انداز سے بنائے ہیں، اسی طرح انسان گوشت بھی کھاتا ہے اور سبزی بھی چباتا ہے، اس لئے قدرتی طور پر ان کو اللہ نے دو طرح کے دانت دئے، جس سے وہ سبزی

اور گوشت آسانی سے کھا سکتے ہیں۔

جانور اللہ کی ملکیت ہیں، انہیں کھانے کے لئے اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے حلال ہوتے ہیں ورنہ اگر غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے یا اللہ کا نام لئے بغیر گردن کاٹ دی جائے تو وہ حرام ہو جاتے ہیں، اس لئے کہ ان کو پیدا کرنے والا اوران کا مالک اللہ ہی ہے، اللہ نے پیغمبر کے ذریعہ ذبح کرتے وقت جانور کو لیٹا کر پانی پلا کر بسم اللہ کہہ کر گردن کے سامنے کی دو رگیں کاٹنے کا طریقہ بتایا، اس کے سر کو جسم سے فوراً علاحدہ کرنے سے منع کیا، سامنے کی دو رگیں کاٹنے سے دماغ کو خون سپلائی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے دماغ دل کو گردن کے پچھلے حصہ کی رگوں سے جو دل سے جڑی رہتی ہیں الارم دیتا ہے کہ خون بند ہو گیا ہے، سپلائی کیا جائے، دل' دماغ کے اس الارم سے تیزی کے ساتھ زور زور سے پوری قوت کے ساتھ پیروں کو حرکت دے کر پورے جسم کے خون کو دماغ کی طرف گردش کرواتا ہےاور جسم کا پورا پورا خون کچھ ہی دیر میں کاٹی گئی سامنے کی دونوں رگوں سے جسم کے باہر نکل جاتا ہے، اس سے جسم کے تمام گوشت میں سے کئی رگوں کا خون باہر آ جاتا ہے۔

اگر جانور کے سر کو فوراً الگ کر دیا جائے تو جانور فوراً مردہ ہو جاتا ہے، ہاتھ پیر بھی زیادہ نہیں مار سکتا، بہت سارا خون گوشت کی رگوں ہی میں جم جاتا ہےاور جانوروں کے گوشت کے ساتھ خون کے جم جانے سے خون کے جراثیم بھی گوشت میں شامل رہتے ہیں، اس لئے اللہ نے پیغمبروں کے ذریعہ انسانوں کو ذبح کا طریقہ بتلا کر ان کا پاکیزہ گوشت کھانے اور بیماریوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ سکھا کر مصیبت سے بچالیا، جانور جب کسی دوسرے جانور کا شکار کر کے ان کو کھاتے ہیں تو ان کے جسم میں کی غلاظت کے ساتھ آنتیں، خون وغیرہ سب کھا لیتے ہیں، پاکی اور ناپاکی کی ان کو تمیز نہیں ہوتی، اس پر انسان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ نے انہیں عمدہ طریقے سے جانور ذبح کر کے کھانے کا طریقہ سکھایا۔

انسان کو مردہ جانور، خنزیز اور درندوں کو کھانے سے روکا گیا ہے، اللہ نے انسان کو غذاؤں کا مزا حاصل کرنے کے لئے دنیا میں آگ بھی پیدا کی؛ تا کہ انسان آگ سے

مدد لے کر چاول، گیہوں، ترکاریاں اور گوشت کو آگ پر پکا کر کھائے، کیا انسان کو اللہ کی یہ سب نعمتیں نہیں دکھائی دیتی؟ آخر وہ نعمتوں کا استعمال کرتے ہوئے بھی اپنے نعمت دینے والے کا شکر گذار بندہ کیوں نہیں بنتا؟ پھر اللہ نے مرغی کے گوشت کا مزا بکرے کے گوشت کا مزا، بھینس اور بیل کے گوشت کا مزہ پرندوں کے گوشت کا مزہ، مچھلی اور جھینگوں کے گوشت کا مزا، ہرن کے گوشت کا مزا الگ الگ رکھا، یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ انسان کو رات دن عطا کرتا ہی جارہا ہے اور کرتا ہی رہے گا، باشعور انسان اللہ کی ان نعمتوں پر اس کا وفادار بندہ بن جاتا ہے۔

علم انسانوں کے لئے اللہ کی بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے!

دنیا میں صحیح زندگی گذارنے کے لئے اور دنیا کی چیزوں کا صحیح استعمال کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کا علم انسان کو ملنا بہت ضروری تھا، اسی سے وہ دنیا کی مختلف چیزوں سے فائدہ اٹھا کر آرام اور سکون کی زندگی گذار سکتا ہے، چنانچہ اللہ نے انسانوں کو انسانی جسم کا علم، حیوانات کے جسموں اور ان کے استعمال اور ان سے صحیح فائدہ اٹھانے کا علم عطا فرمایا، نباتات کو اگانے، ان کی حفاظت کرکے ان کے پھلوں سے فائدہ اٹھانے کا علم عطا فرمایا، جمادات، معدنیات، ستاروں، سیاروں، پانی، پہاڑوں، ریگستانوں، چرندوں، پرندوں، درندوں اور حشرات کا علم اللہ نے عطا فرمایا، ہواؤں کا علم عطا فرمایا، زمین کا علم عطا فرمایا، پھر علم سائنس کے ذریعہ دنیا کی مختلف چیزوں کی حقیقت سمجھنے اور نئی نئی چیزیں بنانے کا علم عطا فرمایا، یہاں تک کہ انسانوں کو اپنی پہچان حاصل کرنے اور صحیح طریقہ سے ایمان لانے، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معاشرت کا علم پیغمبروں کو بھیج کر عطا فرمایا، مرنے کے بعد والی زندگی اور جنت وجہنم کا علم عطا فرمایا، ان تمام چیزوں سے فائدہ اٹھا کر انسان کو شکر گذار اور وفادار بننے کا موقع عطا فرمایا، اگر انسان کو یہ تمام علوم حاصل نہ ہوتے تو وہ بہت مشکل میں تکلیف اور گمراہی کے ساتھ زندگی گذارتا تھا، ساری کائنات کی

مخلوقات میں سب سے زیادہ علم اللہ نے انسانوں کو عطا فرمایا، کیا وہ اس پر بھی اللہ کا شکر گذار بندہ تو نہیں بنے گا؟ کیا ہر چیز سے فائدہ اٹھانے کے باوجود ناشکرا بنا رہے گا؟

انسان کے سوا کسی مخلوق کو دوسری مخلوق پر سواری کی اجازت نہیں

دنیا کی دوسری تمام مخلوقات اپنے اعضاء سے تیر کر، پروں سے اُڑ کر یا پیروں چل کر اور دوڑ کر سفر کرتی ہیں، اگر وہ ہوا میں اڑنے والی ہوں تو اُڑ کر سفر کرتی ہیں، اگر زمین پر دوڑنے والے ہوں تو زمین پر چل کر دوڑ کر سفر کرتی ہیں، مگر اللہ نے انسانوں کو ہوا، پانی اور زمین پر تیز رفتار سواریاں بنا کر سفر کرنے کا موقع عطا فرمایا، ایک مخلوق کسی دوسری مخلوق پر بیٹھ کر سفر نہیں کر سکتی، نہ کوئی جانور کسی دوسرے جانور پر بیٹھ کر سفر کر سکتا ہے، اللہ نے صرف انسان کو اونچا مرتبہ مقام عطا فرما کر اس کے مرتبہ کے لحاظ سے اس کو دوسری مخلوقات پر بیٹھ کر سفر کرنے کی آزادی عطا فرمائی، چنانچہ انسان ہوائی جہاز میں بیٹھ کر گویا ہوا پر بیٹھ کر سفر کرتا ہے، پانی کے جہاز میں بیٹھ کر گویا پانی کے اوپر بیٹھ کر سفر کرتا ہے، اسی طرح موٹر، موٹر سائیکل ریل گاڑی، ٹرین وغیرہ پر بیٹھ کر گویا زمین کے اوپر بیٹھ کر سفر کرتا ہے، ان سواریوں میں جتنی چیزوں کا استعمال کرتا ہے گویا وہ سب اس کی خادم اور نوکر ہوتی ہیں، ان سواریوں کے ذریعہ وہ ہر روز دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے کو سفر کرتا ہے، اگر یہ سواریاں نہ ہوتیں تو وہ پچھلے زمانوں کی طرح اونٹ، ہاتھی، گھوڑے اور گدھے سے یا اپنے پیروں سے زمین کے کچھ حصے ہی پر سفر کر سکتا تھا، اسے تو اللہ کا شکر گذار بنا رہنا چاہئے کہ اللہ نے بہت ساری مخلوقات کو اس کے تابع بنا دیا اور شان وآرام سے ان پر بیٹھ کر نیند لیتے ہوئے سفر کرنے کے قابل بنا دیا، کیا انسان کو یہ سب نعمتیں سمجھ میں نہیں آرہی ہیں؟ ان نعمتوں کو استعمال کرتے ہوئے بھی وہ اللہ سے غافل کیسے بنا رہتا ہے؟ نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر نعمت دینے والے کو یاد نہ رکھنا، اس کا احسان نہ ماننا، کسی دوسرے کا شکر ادا کرنا، ناشکری اور کفران نعمت ہے۔

بجلی بنانے کی صلاحیت دے کر اللہ نے بہت بڑا احسان فرمایا!

تمام جانور رات ہوتے ہی اپنے اپنے گھونسلوں، بلوں، غاروں، درختوں کے اوپر یا نیچے اندھیروں میں رات گذارتے ہیں، ان کے لئے گرمی سے بچنے کے لئے وہ نہ پنکھے بنا سکتے ہیں، نہ کولر رکھ سکتے ہیں، نہ ایرکنڈیشن لگا سکتے ہیں، نہ روشنی کا انتظام کر سکتے ہیں، زمین پر بیٹھتے، برسات میں بھیگ بھی جاتے ہیں، سردی، گرمی برداشت کر لیتے ہیں، بستر، رضائی اور تکیہ استعمال نہیں کر سکتے اور نہ بنگلے اور آرام دہ آرسی سی کے مکانات بنا سکتے ہیں، اور نہ اپنے اطراف درخت پودے لگا سکتے ہیں، نہ عمدہ عمدہ آرام دہ سامان اپنے بلوں میں رکھ سکتے ہیں، کیا انسان کو یہ سب نعمتیں دکھائی نہیں دیتیں، آخر ان سب نعمتوں کو استعمال کرتے ہوئے بھی وہ آخر اپنے مالک کا ناشکرا کیوں بنا رہتا ہے؟

انسانوں کو اس طرح دنیا میں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر غور کرنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ اگر اللہ انہیں انسان بنانے کے بجائے سانپ، بچھو بنا دیتا یا چیونٹی، مکھی، مچھر، مکوڑا بنا دیتا، درخت یا پودا بنا دیتا تو کیا وہ ان نعمتوں میں زندگی گذار سکتے تھے؟ اور کیا وہ ان نعمتوں سے محروم رہ کر اللہ کے شکر گذار بندے بن سکتے تھے؟ یہ تو انسانوں پر ان کے مالک کا احسان عظیم ہے کہ اس نے انسان کو امتحان کے ذریعہ شکر ادا کرنے اور نہ کرنے کی آزادی دے کر مرنے کے بعد شکر کرنے والوں کو درجات اور ترقی کا موقع عطا فرمایا، اس لئے عقلمند اور سمجھ دار انسان دنیا کے اس امتحان سے فائدہ اٹھا کر مرنے کے بعد والی زندگی کی تیاری کرتا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقوں پر زندگی گذار کر اس دنیا سے جاتا ہے، انسان کی یہ فطرت ہے کہ جب اس کے ساتھ کوئی احسان کرتا ہے، مثلاً کوئی اسے ایک وقت کا کھانا کھلائے، یا ہزار پانچ سو روپئے دے یا کوئی تحفہ یا ہدیہ میں کپڑا یا سونا دے یا اپنا مہمان بنا کر خاطر تواضع کرے، یا نوکری اور تجارت لگا کر دے یا تعلیم حاصل کرنے میں مدد کرے تو وہ انسان اپنے محسن یعنی احسان کرنے والے کا غلام بنا رہتا ہے، اس کے

حکموں پر دوڑتا ہے، اس کی فوراً اطاعت وغلامی کرتا ہے، جب انسانوں کا مالک انسان پر ہر روز ہر لمحہ بے انتہاء احسانات کر رہا ہے تو انسان دل کی گہرائیوں سے اپنے مالک کا شکر گذرا بندہ بننے کے لئے اس کا وفادار بن جائے اور اسی کی غلامی کے لئے تڑپتا رہے، اٹھتے بیٹھتے، لیٹتے اُسی کو یاد کرتا رہے، اسی کی تعریف اور بڑائی بیان کرے، افسوس انسان کو اپنے ماں باپ، بھائی بہن، شوہر کے احسان تو سمجھ میں آتے ہیں اور وہ ان کا دیوانہ بن جاتا ہے، ان کی غلامی کرتا ہے، ان کی تعریف اور بڑائی کرتا پھرتا ہے، آدھی رات کو ان کے حکموں پر دوڑتا ہے، مگر اللہ کے احسانات سمجھ میں نہیں آتے، وہ اللہ کا دیوانہ نہیں بنتا، اللہ کا کھاتا، اللہ کی نعمتیں استعمال کرتا ہے مگر شکر اور بڑائی اللہ کی نہیں بلکہ مخلوق کی کرتا ہے۔

☆ انسان کو مذہب اسی لئے اختیار کرنا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال کرتے ہوئے اس کا وفادار بندہ بنے، انسان کو زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر زندگی گذارنے ہی سے انسان شکر گذار بندہ بن کر جنت میں جاسکتا ہے، جی کی خواہش پر چل کر جنت میں نہیں جاسکتا اور نہ شکر گذار بندہ بن سکتا ہے، عقلمند، سمجھدار انسان دنیا سے فائدہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری کرتا ہے اور اپنی مرنے کے بعد والی زندگی بناتا ہے، بیوقوف انسان اپنی دنیا کی زندگی کو غفلت میں گذار کر آخرت یعنی مرنے کے بعد والی زندگی کو برباد کر لیتا ہے۔

دولت بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے!

دولت آجانے کے بعد انسان کی ناشکری یہ ہے کہ وہ اللہ سے بڑھ کر دولت کو اہمیت دیتا ہے، اور اس کی عبادت کرتا ہے؛ حالانکہ دولت اللہ کے حکم سے آتی اور جاتی ہے، دولت آجانے کے بعد انسانوں کی بہت بڑی تعداد اللہ کی ناشکری اور باغی بن کر دولت جیسی نعمت کو شراب، زنا، ناچ گانے، فضول خرچی، جوے میں خرچ کرتے ہیں، اور اللہ کے ہر حکم کو توڑ کر اللہ کے ناشکرے بندے بن جاتے ہیں، غرور اور تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

عقلمند اور سمجھ دار انسان، اللہ سے ڈر رکھنے والا دولت کو اللہ کی امانت سمجھتا ہے اور اپنے کو چوکی دار سمجھ کر اس کو اللہ کی مرضیات پر خرچ کرتا ہے اور اللہ کے محتاج بندوں کی مدد کر کے اپنی آخرت بناتا ہے، دولت کو اللہ کے دین کو پھیلانے میں استعمال کرتا ہے، دولت کے ملنے پر غرور وتکبر نہیں کرتا، مرنے کے بعد دولت کا اللہ کے پاس حساب دینے کا تصور رکھتا ہے، دولت کو فضول خرچی، شیطانی کاموں اور رسوم و رواج میں استعمال نہیں کرتا، وہ دولت کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کر کے اس کا شکر گذار بندہ بنا رہتا ہے، دولت کو خدا نہیں سمجھتا، بیوقوف انسان دولت کو اللہ کی مرضی کے خلاف استعمال کر کے کفرانِ نعمت کرتا ہے اور ناشکرا بندہ بنا رہتا ہے، اور اسی کو اپنے عمل سے خدا سمجھتا ہے۔

مساواتِ انسانی کا نظام اللہ کی عظیم نعمت ہے!

اسلام نے خاص طور پر مساوات انسانی کی تعلیم دی ہے، سب انسانوں کو آدم وحوا کی اولاد بتلایا اور برابر کہا، کالے گورے، امیر غریب، چھوٹے بڑے، اونچ نیچ کا تصور مٹا دیا، سارے انسانوں کو ایک ساتھ مسجد میں آنے، نماز میں کندھے سے کندھا ملا کر ٹھہرنے کی تعلیم دی، اس طرح چھوت چھات کے تصور کو مٹا دیا، اور سب کے حقوق یکساں رکھے، ہر ایک کے جسم میں ایک ہی خون، پانی، دل، گردے، زبان، بھیجہ ہے، سب ایک ہی غذاء کھاتے ہیں، سب ایک ہی طرح روتے، ہنستے اور بات کرتے ہیں، اور یہ تعلیم دی کہ مرتبہ اور عزت کے لائق وہی انسان ہیں جو اس زمین پر رہ کر اپنے مالک کو پہچانے اور اس کی مرضیات پر زندگی گذارے، جس کے اخلاق واعمال عمدہ اور اعلیٰ ہوں؛ چاہے وہ غریب ہو، سماج کا معمولی انسان ہو، چاہے کسی ملک اور شہر کا ہو، چاہے وہ کالا ہو یا گورا، چاہے وہ کسی قسم کا پیشہ کرتا ہو، ان کے برعکس بڑے سے بڑا انسان، دولتمند ہو یا بڑے خاندان کا ہو، حسب نسب میں چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، چاہے کتنا ہی پڑھا لکھا کیوں نہ ہو، اگر وہ اللہ کو نہیں پہچانتا اور اللہ کا باغی اور نافرمان ہو، اللہ کی مرضیات کے خلاف زندگی

گذارتا ہوتو وہ عزت واحترام اور اعلیٰ مرتبہ کے لائق نہیں۔

اللہ نے دنیا کو رنگین اور خوبصورت کس کے لئے بنایا؟

☆ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کئی قسم کے پرندے پیدا کئے، ہر پرندے کی خوبصورتی، آواز، طبیعت الگ الگ رکھی، کسی کو مختلف رنگوں کا بنایا اور کسی کو ایک ہی رنگ کا، اسی طرح چرندے درندے پیدا کئے، ان کی بھی شکل وصورت اور رنگ الگ الگ رکھے، آخر جانوروں میں یہ خوبصورتی اور حسن کس کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور سکون دینے کے لئے رکھا؟ ان کی آوازوں میں مٹھاس کس کو سنانے کے لئے رکھی؟ کیا انسان یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اس کا ناشکرا بندہ بنا رہے گا؟ آخر وہ اللہ کی نعمتوں، قدرت، کمالات کا انکار کر کے ناشکرا بندہ کیسے بن رہا ہے؟

☆ اللہ نے دنیا میں مختلف قسم کے پودے اور درخت پیدا کئے، ہر درخت اور پودے کے پھول اور پھل، رنگ، مزے، شکل وصورت اور خاصیت سب الگ الگ رکھے، ان سے ملنے والی ترکاریوں، غلّوں اور پھلوں کے مزے اور خاصیت الگ الگ رکھی، آخر یہ سب کس کے لئے پیدا کر رہا ہے؟ پھولوں کی رنگت، خوشبو اور خوبصورتی سے کس کی آنکھوں کو ٹھنڈک او ردل کو چین وسکون دے رہا ہے؟ پھلوں کے مزوں سے کس کی زبانوں کو مزے دے رہا ہے؟ درختوں کی شکل وصورت کو کس کے لئے خوش نما بنا کر کس کی آنکھوں کو سکون دے رہا ہے؟ ان تمام چیزوں کو دیکھتے اور استعمال کرتے ہوئے بھی کیا انسان اللہ کا ناشکرا ہی بنا رہے گا؟ آخر وہ اللہ کے احسانات کو کیوں نہیں سمجھ رہا ہے؟

☆ اللہ نے پانی کو بے رنگ، پاکیزہ اور ہر مزے اور رنگ کو قبول کرنے والا بنایا، جس کی وجہ سے انسان اس سے ہزاروں کام لے رہا ہے، پھر انسانوں کو اختیار دیا کہ وہ اسے گرم بنائے یا ٹھنڈا کر کے استعمال کرلے۔

☆ اللہ نے ہوا پیدا کی، پھر اسے بے رنگ، بے بو اور ہلکا رکھا، جس کی وجہ سے انسان اس میں آسانی سے دیکھ سکتا ہے، دوڑ سکتا ہے، چل سکتا ہے، ہزاروں پونڈ ہوا کا وزن اس پر

ہونے کے باوجود انسان کو کوئی مشکل نہیں ہوتی، کیا یہ اللہ کے احسانات انسان کو سمجھ میں نہیں آتے؟ آخر وہ یہ تمام نعمتوں کو دیکھتے اور سمجھتے ہوئے بھی اللہ کا ناشکرا اور انکار کرنے والا کیسے بن رہا ہے؟

☆ اللہ تعالیٰ نے زمین کو مختلف خاصیتوں کا بنایا، ریگستانی علاقوں سے پٹرول نکال رہا ہے، کہیں خشک میوہ پیدا کر رہا ہے، کہیں کالی مٹی سے زرخیز وادیاں بنا کر غلہ اور اناج پیدا کر رہا ہے، کہیں کی زمین بنجر اور سخت رکھی؛ تاکہ انسان اس پر اپنے مکانات بنا سکے اور سواریاں دوڑا سکے، کسی زمین پر کھجور کے درخت، کسی زمین پر سیب اور خشک میوے کے درخت، کسی زمین پر گیہوں اور کسی زمین پر چاول اور کسی زمین پر دواؤں کی جڑی بوٹیاں اور کسی زمین پر خاص خاص قسم کے پھلوں اور پھولوں کے درخت اُگنے کے قابل بنا دیا، آخر وہ یہ تمام انتظامات کس کے لئے کیا؟ اور پرورش کا یہ نظام کس کے لئے بنایا؟

پھر ہر موسم کے پھل، ترکاریاں الگ الگ پیدا کر رہا ہے، یہ سب پرورش کے انتظامات کس کے لئے کیا ہے؟ کیا انسان اپنی عقل کو استعمال کر کے ان چیزوں کو نہیں سمجھ سکتا؟ آخر وہ صرف اکیلے اللہ ہی کی قدرت کو کیوں نہیں سمجھ رہا ہے؟ تمام غذاؤں کو کھانے کے بعد پھر بھی اس کا ناشکرا کیسے بن رہا ہے؟

اس نے دنیا میں دن اور رات بنائے اور پھر دن و رات کو ایک جیسا نہیں بنایا، صبح کا موسم الگ رکھا، دوپہر کا دن الگ رکھا اور شام کے اوقات کا دن الگ رکھا، اسی طرح رات میں مغرب کی رات الگ رکھی، اور آدھی رات کا وقت اور صبح سویرے کا اندھیرا الگ رکھا، اگر صبح کے دن کا وقت دوپہر جیسا رکھتا اور سارا دن ایک ہی طرح کا رکھتا تو انسان کو کتنی مشکل ہو جاتی، وہ دن کے اوقات سے مزے اور راحت کہاں سے حاصل کر سکتا تھا؟ کیا انسان کو اللہ کی یہ نعمتیں نظر نہیں آ رہی ہیں؟ وہ ہر روز ان نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر پھر بھی ناشکرا کیوں بنا رہتا ہے؟ شکر ادا کیوں نہیں کرتا؟

☆ انسان اگر پہاڑوں پر غور کرے گا تو اسے نظر آئے گا کہ پہاڑوں کے پتھر ایک

دوسرے پر عجیب وغریب انداز سے خاص طور پر جمائے گئے ہیں، جو انسان کے بس کی بات نہیں ہے، انسان کرین سے بھی اُٹھا کر اس طرح پتھروں کو جما نہیں سکتا، ایسا لگتا ہے کہ بڑا پتھر چھوٹے پتھر پر ٹکا ہوا ہے، پھر پہاڑوں کے الگ الگ رنگ کس کے لئے بنائے؟ یہ سب خوش نمائی کس کے لئے کی گئی ہے؟ ذرا دماغ کو استعمال کیجئے۔

پھر پتھروں میں بنیاد کے پتھر، رف پتھر، سنگ مرمر، الگ الگ کس کے لئے بنائے؟ کسی پہاڑ کو سبزہ سے خالی رکھا، کسی کو سبزہ سے بھرا ہوا رکھا، کسی پر دور دور جھاڑیاں اُگا دیں، کسی پر برف جما دی، پھر پہاڑیوں پر پہاڑی جانوروں کو پیدا کر دئے، آخر یہ سب خوش نمائی اور خوبصورتی کس کے آرام کے لئے ہے؟

☆ اللہ نے انسانوں ہی کے مزے کے لئے نمک پیدا کیا، شکر بنانے کے لئے گنا پیدا کیا، تا کہ انسان اپنی غذاؤں، مٹھائی اور مشروبات کی لذت لے سکے، کیا انسان نمک اور شکر استعمال کرنے کے باوجود اللہ کا شکر ادا نہیں کرے گا؟ آخر یہ نعمتیں اس کے لئے ہی تو پیدا کی ہیں، اگر یہ نعمتیں نہ پیدا کرتا تو انسان کی تمام تقاریب اور ہر روز کی غذائیں بدمزہ اور پھیکی ہو جاتیں، جانوروں کو علاحدہ نمک اور شکر استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

☆ اللہ نے انسانوں میں عورت بنائی، اگر اس کے چہرے پر داڑھی مونچھ رکھتا اور اس کی آواز کو مردوں جیسی موٹی اور سخت رکھتا، عورت کو مردوں جیسا سخت جسم دیتا اور عورت میں نزاکت، شرم وحیاء، زیب وزینت اور نسوانیت نہ رکھتا یا عورت میں سیکس کی کشش نہ رکھتا، یا انسانی بچے کو بچپن ہی سے داڑھی مونچھ دے دیتا اور موٹی آواز والا رکھتا، تو کیا انسان ان سے محبت اور سکون حاصل کر سکتے تھے، اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک دلا سکتے تھے، یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں، اللہ نے انسانوں کے فائدے کے لئے پیدا کیا، آخر اللہ کی کون کونسی نعمتوں سے انکار کرو گے؟ عورت مردوں جیسی ہوتی تو دونوں ایک دوسرے سے کیسے سکون پا سکتے تھے؟

☆ کیا لوہا اللہ کی نعمت نظر نہیں آتی؟ اللہ نے اس کو دنیا میں رکھ کر انسانوں کے لئے کتنی سہولتیں پیدا کر دیں۔

☆ کیا لکڑی اللہ کی نعمت نظر نہیں آتی ؟ اللہ نے اُسے پیدا کر کے انسانوں کی پرورش میں کتنی آسانیاں پیدا کردیں۔

☆ ٹیلیفون، ٹی وی، انٹرنیٹ، موبائل بنانے کی صلاحیت دے کر انسانوں کو تمام دنیا کے حالات جاننے کی سہولت پیدا کردی، گھر بیٹھے انسان کسی اور ملک میں کسی انسان سے نہ صرف بات کرسکتا ہے؛ بلکہ اب تو ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہیں، کیا یہ نعمت نہیں ہے؟

☆ کیا پٹرول، ڈیزل، گیاس اللہ کی نعمتیں نظر نہیں آتیں؟ ان سے انسان کی زندگی کو فائدہ ہی فائدہ ہو رہا ہے، پٹرول، ڈیزل اور گیاس میں چلانے کی طاقت کس کے لئے رکھی؟ کیا جانور گاڑیاں چلا رہے ہیں؟

☆ کیا کاغذ بنانے کا ہنر اور صلاحیت دینا اللہ کی نعمت نہیں ہے؟ آج انسان کے تعلیم حاصل کرنے اور علم کو پھیلانے میں کتنی مدد ہو رہی ہے!

☆ کیا قلم، سونا، چاندی، تانبہ، پیتل، سلور، شہد، مچھلیاں، بکری، گائے، بیل، بھینس، مرغیاں، رس دار پھل، سوکھے پھل، مغز دار پھل، روشنی، گرمی، سردی، برسات، دن، رات، تعلیمی ادارے، حکومتی نظام، کیا یہ سب نعمتیں نہیں؟

نعمتوں کے ساتھ ناشکری!

نعمتوں کے ساتھ ناشکری کو اس مثال سے سمجھئے کہ اگر کوئی آپ کو ہزار روپے تحفہ دے اور آپ زبان سے شکریہ ادا کر کے وہ رقم لے لیں اور اسی انسان کے سامنے چولہے میں جلا کر چائے بنائیں تو یہ تحفہ اور نعمت ملنے کا ناشکرا پن ہے، اس لئے کہ دینے والے نے وہ رقم آپ کو اپنی ضرورت پوری کرنے کے مقصد سے دی تھی اور آپ اس نعمت کو اسی کے سامنے زبان سے شکریہ ادا کر کے اس کی توہین کی، یہی حال انسان کا ہے، انسان کو اللہ جو نعمتیں دیتا ہے انسان ان نعمتوں کو اللہ کی مرضی کے خلاف استعمال کر کے ناشکرا پن کرتا ہے، نعمت جس مقصد کے لئے دی جائے اسے انہی کاموں میں استعمال کرنا شکر گذاری

ہے، اگر اللہ کی مرضی کے خلاف نعمت کو استعمال کیا گیا تو وہ عذاب بن جاتی ہے۔

یہ تمام باتیں انہی لوگوں کے لئے فائدہ مند ہیں جو اپنی عقل کا صحیح استعمال کرنا چاہتے ہیں، تعصب، ہٹ دھرمی سے دور رہ کر سچائی کو قبول کرنا چاہتے ہیں، جو لوگ عقل رکھ کر ضمیر کی آواز کے خلاف چلتے ہیں یہ باتیں ان کو فائدہ نہیں دیتیں۔

شکرانِ نعمت اور کفرانِ نعمت

☆ روپے پیسے کو عیاشی میں استعمال کرنا، فضول خرچی میں استعمال کرنا، دین کو کمزور کرنے میں استعمال کرنا، یہ سب کفرانِ نعمت ہے۔

☆ جسم کو اللہ کی نافرمانی اور بغاوت میں استعمال کرنا، کفرانِ نعمت ہے۔

☆ آنکھ، کان، دل اور دماغ کو ناچ گانوں اور برائی دیکھنے میں استعمال کرنا، اور زبان کو فحش بکنے میں استعمال کرنا یا اللہ کو چھوڑ کر مخلوق کی بڑائی میں لگانا یہ بھی ناشکرا پن ہے۔

☆ طاقت وقوت کو ظلم وزیادتی اور فساد پھیلانے میں استعمال کرنا، بلا وجہ لوگوں کا قتل و غارت گری کرنا یہ بھی ناشکرا پن ہے۔

☆ وقت کو بیکار کاموں میں استعمال کر کے ضائع و برباد کرنا یہ بھی ناشکرا پن ہے۔

☆ نفس کو ناجائز خواہشات میں استعمال کرنا یہ بھی ناشکرا پن ہے۔

☆ اولاد کو اللہ کا نافرمان اور باغی بنانا یہ بھی نعمت کا ناشکرا پن ہے۔

☆ حکومت اور اقتدار ملنے کے بعد اللہ کے قانون کی جگہ اپنے یا دوسرے انسانوں کے بنائے ہوئے انسانی قانون پر لوگوں کو زندگی گذارنے پر مجبور کرنا یہ بھی اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔

☆ اللہ کی زمین پر رہتے ہوئے، اللہ کے آسمان کے نیچے سوتے ہوئے اور اللہ کی نعمتیں کھاتے ہوئے اللہ کی جگہ مخلوقات کو بھی اللہ کے ساتھ شریک کرنا، یہ بھی ناشکرا پن ہے۔

☆ اللہ کو چھوڑ کر مخلوقات سے اولاد، صحت، تجارت، نوکری، منت و مراد مانگنا اور

مخلوقات کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور سر جھکانا، یہ بھی اللہ کی ناشکری اور شرک ہے۔

انسان کو اشرف المخلوقات بنانا اللہ کی نعمت اور احسانِ عظیم ہے!

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں مخلوقات میں انسان کو اعلیٰ اور اشرف المخلوقات بنا کر ان پر احسانِ عظیم کیا، اور پھر پیغمبروں کے ذریعہ سب سے عمدہ اخلاق واعلیٰ تہذیب وتمدن عطا فرمایا، یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے، پھر ایمان واعمال صالحہ کی فطری تعلیم دینا یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے، تمام مخلوقات میں سب سے عمدہ عقل، فہم ضمیر اور گویائی دینا اور مختلف مخلوقات پر حکومت واقتدار دینا اور ان کو استعمال کرنے کی صلاحیت عطا کرنا یہ بھی اللہ کے احسانات اور انعامات ہیں، اس کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں میں شکر گذاری پیدا کرنا چاہتا ہے، تاکہ بندہ اسی کی محبت میں زندگی گذارے۔

انسان کو زمین استعمال کرنے کی صلاحیت دے کر زمین سے بڑا بنادیا، سمندروں میں جہاز چلانا سکھا کر اور اس کی مخلوقات پر قابو دے کر سمندروں سے بڑا بنادیا، ہواؤں میں ہوائی جہاز اور راکٹ اُڑانے کی صلاحیت دے کر ہواؤں سے بڑا بنادیا، درختوں سے صوفہ، کرسی، میز اور دیگر لکڑی کی چیزیں بنانے کی صلاحیت دے کر درختوں سے بڑا بنادیا، جانوروں کو انسان کے استعمال کے لئے قابو میں دے کر جانوروں سے بڑا بنادیا، آگ انسان کے قابو میں دے کر آگ سے بڑا بنادیا، اور ان تمام چیزوں سے انسان کی خدمت کروا کر ان کو خادم و نوکر بنادیا، مگر انسان کا یہ عالم ہے کہ وہ سب سے بڑا ہو کر اپنے ہی نوکروں اور خادموں کے سامنے جھکتا ہے اور ان کا شکر ادا کر کے اللہ کا ناشکرا بنا رہتا ہے، اُسے تو اپنا مقام ومرتبہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے، انسان کی کم عقلی کا یہ عالم ہے کہ وہ چڑیا کو ہواؤں میں اڑتا ہوا دیکھ کر ہوا میں اڑنا سیکھ گیا، مچھلی کو پانی میں تیرتا ہوا دیکھ کر تیرنا سیکھ گیا، مگر زمین پر پیغمبر کی زندگی پڑھ کر زمین پر انسان اور اللہ کا صحیح بندہ بن کر زندگی گذارنا نہیں سیکھا۔

جنت اور دوزخ دنیا ہی سے کمائی جاسکتی ہے!

جنت اور دوزخ کو کمانے اور بنانے کی جگہ دنیا ہی ہے، دنیا ہی میں جنت کے بازار اور دوزخ کے بازار لگے ہوئے ہیں، انسانوں کو اختیار و آزادی دی گئی ہے کہ چاہے تو وہ جنت کا سامان خریدیں یا چاہیں تو دوزخ کا سودا کرلیں، مگر انسانوں کی کثیر تعداد جسم اور جسمانی اعضاء اور اللہ کی دوسری عطا کردہ نعمتوں سے نفسانی خواہشات کے تحت دھوکہ کھا کر ان کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتی ہیں اور ان کو جی کی خواہش پر اللہ کی بغاوت اور نافرمانی میں استعمال کرکے دوزخ کا سودا خریدتی ہیں۔

بعض لوگ انسانوں کو دنیا سے کٹ کر دنیا کے کام دھندوں سے الگ رہ کر رہبانیت اختیار کرکے زندگی گذارنے کی تعلیم دیتے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ دنیا میں رہو، دنیا کی کڑوی کسیلی باتوں کو برداشت کرو، انسانوں کو سدھارو، ان کے غم اور مصیبت، دُکھ اور درد میں ساتھ دو، تجارت اور نوکری کرو، بھیک مت مانگو، شادی کرو، بیوی بچوں کی تربیت کرو، خود بھی عمدہ اخلاق و اعمال کے ساتھ زندگی گذارو، اللہ کی مرضیات پر چلو، اگر انسان دنیا سے کٹ جائے، دنیا سے نفرت کرے اور دنیا کو صرف نقصان کی جگہ سمجھے تو اس سے فائدہ کیسے اٹھائیں گے؟ اللہ نے سورۂ عصر میں انسانوں کو زندگی کا مقصد یہ بتلایا کہ وہ دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاکر اس کی اطاعت میں عمدہ اعمال اختیار کریں اور لوگوں کو اچھی باتوں کی نصیحت کریں اور اطاعت وفرمانبرداری پر صبر کریں، اسی میں انسانوں کی کامیابی ہے۔

انسان کو توبہ کا موقع دینا اللہ کی بڑی رحمت اور نعمت ہے!

دنیا کی زندگی میں انسان کم علمی یا باپ دادا کی اندھی تقلید یا شیطانی گمراہی میں مبتلا ہوکر دن رات بہت سے گناہ کرتا رہتا ہے، یا جان بوجھ کر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ

نے اس کو آخرت میں سزا سے بچانے اور اس پر رحم کرنے کے لئے مرنے سے پہلے پہلے اس کو توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے تا کہ وہ اپنے گناہوں سے معافی مانگ کر اللہ سے رجوع ہو جائے اور اپنی مغفرت کروالے، اگر انسان سکرات کے شروع ہونے سے پہلے بھی توبہ کرلے اور ایمان اختیار کرلے تو اللہ اس کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے، اس لئے توبہ انسان کے لئے بہت بڑی رحمت اور نعمت ہے۔

انسانوں کو کتابِ الٰہی اور پیغمبروں کا ملنا اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں!

اللہ نے دنیا کو جب انسانوں کے لئے امتحان اور آزمائش کی جگہ بنایا ہے تو زندگی کے تمام شعبوں میں زندگی گذارنے کے طریقے اور ضابطے معلوم ہونا بہت ضروری ہے، اسی وجہ سے انسانوں کو دین (مذہب) کی ضرورت ہے تا کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کی مرضیات پر زندگی گذار سکیں، چنانچہ انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اللہ نے کتاب اور پیغمبروں کو دنیا میں بھیج کر زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی اطاعت اور بندگی کا طریقہ سکھایا، کتاب اور پیغمبروں کا ملنا انسانوں کے لئے دنیا کی تمام نعمتوں میں سب سے بڑی اور سب سے اعلیٰ نعمتیں ہیں، اگر انسان ان نعمتوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو وہ زندگی کے ہر شعبہ میں بھی اللہ کی ہدایت و رہنمائی سے محروم رہتا ہے، چنانچہ ہر زمانہ میں دنیا کے انسانوں میں جو لوگ اللہ کی کتاب اور پیغمبر سے فائدہ نہیں اُٹھائے وہ نہ اللہ کو صحیح پہچانتے تھے اور نہ صحیح طریقے سے عبادت کرتے تھے، ان کو بول و براز کس طرح کرنا چاہیئے؟ کپڑے کس طرح پہننا چاہیئے؟ اللہ کی مرضی کے مطابق کس طرح کمانا اور خرچ کرنا چاہیئے؟ کس سے نکاح کرنا چاہیئے اور کس سے نہیں؟ کونسی چیز کھانے پینے کی ہے اور کونسی نہ کھانے کی ہے؟ کونسی چیز حلال، پاک اور جائز ہے اور کونسی چیز حرام، ناپاک اور ناجائز ہے؟ نہیں جانتے تھے، اسی طرح ماں باپ کے حقوق، اولاد کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، اور عام انسانوں کے ساتھ زندگی گذارنے کے طریقے، دوستی اور دشمنی کے آداب و

احکام، وراثت کے اصول اور طریقے، پیدائش اور موت کے اصول واحکام، عورت اور مرد کی زندگی کی علاحدہ علاحدہ ذمہ داریاں، لین دین کے اصول، نکاح، مہر اور طلاق کے احکام، معاشرتی آداب اور اخلاق، تجارت اور نوکری کے اصول واحکام، عدالتی اصول واحکام، جنگی اصول واحکام، سیاسی اصول واحکام، وغیرہ وغیرہ سے پیغمبر سے دور اور ان کو نہ ماننے والے پہلے بھی ناواقف تھے اور آج بھی ناواقف ہیں، اور ان تمام شعبوں میں وہ اللہ کی ہدایت کتاب اور پیغمبر کی رہنمائی میں زندگی گذارنے کے بجائے ان نعمتوں کو نظر انداز کر کے اپنے جیسے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون اور طریقوں پر زندگی گذار رہے ہیں اور دنیا سے ناکام جارہے ہیں، انسان جب تک اللہ کے آخری پیغمبر اوراوتار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں قرآن مجید پر عمل کر کے زندگی نہیں گذارے گا اس وقت تک وہ کامیاب نہیں ہوسکتا، انسان کو انسان صحیح ہدایت اور رہنمائی اس کی فطرت کے مطابق نہیں دے سکتا، وہ ہدایت اور رہنمائی کی نعمت سوائے اس کے بنانے والے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں دے سکتا، اسی کی ہدایت صحیح اور فطرت کے عین مطابق ہوگی، اس لئے انسان اللہ کی ان نعمتوں سے پورا پورا فائدہ اُٹھائے۔

جو لوگ کتابِ الٰہی اور پیغمبر کو ماننے کا دعویٰ کرنے کے باوجود ان نعمتوں کے مطابق زندگی نہیں گذارتے اور اپنی من پسند زندگی گذارتے ہیں؛ وہ گویا اللہ تعالیٰ کی ان عظیم الشان نعمتوں کی ناشکری کر رہے ہیں اور اپنی بداعمالیوں سے شیطان کا ساتھ دے کر کفرانِ نعمت کر رہے ہیں، مرنے کے بعد ان کو اپنی نافرمانیوں پر بہت زبردست پچھتاوا اور افسوس ہوگا کہ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کے قریب رہ کر ان سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

بچوں کو کائنات میں غور وفکر کروا کر اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ذریعہ ان کے ذہن پر اللہ کا غلبہ پیدا کرنا ہو اور ایمان مفصل کو شعوری انداز میں سمجھانا ہو تو تعلیم الایمان کے تمام حصے خود بھی پڑھیے اور بچوں کو بھی سمجھائیے، صرف چند چیزیں بغیر سمجھائے یاد دلا دینے سے ایمان پیدا نہیں ہوتا، بلکہ ایمان باللہ، ایمان بالرسالۃ اور ایمان بالآخرۃ کو شعوری انداز میں سمجھانا ضروری ہے، اس سے شعوری ایمان پیدا ہوگا۔